ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ
مارچ ۲۰۰۱ء
3

قارئین کو عید الاضحیٰ مبارک

ہرات اک شہر تھا!

جمہوریت یا اسلام

افغانستان پر پابندیاں

امریکہ کے اصل اہداف

قاتل بسنت

ویلنٹائن ڈے .... یومِ اوباشی

قوتِ مزاحمت صرف دینی جماعتیں ہیں

اخبار الاحرار

اسلام سلامتی کا دین

ہمارا پیغام یہ ہے کہ اسلام کو ماننے والے اس کی حاکمیت کو کسی حیل و حجت کے بغیر فوراً تسلیم کر لیں۔ مصلحتِ وقت، پالیسی اور مادّیت کے پیچھے نہ بھاگیں۔

اسلام اور عقل دونوں اللہ کی نعمتیں ہیں۔ عقل کی نعمت اسی لیے بخشی گئی ہے کہ تمدن پیدا کیا جائے معاشرہ میں سلامتی کی راہ ہموار کی جائے اور یہ بھی مسلمہ امر ہے کہ اس دنیا میں اسلام کے بغیر سلامتی کا تصور ہی ادھورا ہے۔ سلامتی اسلام کو تسلیم کرنا ہے۔ اسی سے سلامت روی جنم لیتی ہے۔

انسانیت کا اونچا مقام و مرتبہ یہی ہے کہ عقلِ سلیم اور فہمِ مستقیم سے اس دارالعمل کو کارگاہِ خیر بنایا جائے۔ تمدن اور سلامتی معاشرہ میں خیر غالب سے عبارت ہے۔ جو عقل، خیر کو غالب نہیں کر پاتی، عقل نہیں جہل ہے۔ قرآن کریم میں اسی عقلِ سلیم کو غور و فکر کی بار بار دعوت دی گئی ہے اور ان مفکرین کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں اسی کی بنیاد پر پوری کائناتِ انسانی اور اہلِ ایمان کو دوہری دعوت دی گئی ہے۔

"یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَافَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ" (البقرہ: ۲۰۸)

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی اتباع مت کرو۔''

یٰأُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ: ۱۷۹) اے عقلمندو تاکہ تم بچتے رہو

فَاعْتَبِرُوْا یٰا أُولِی الْاَبْصَارِ (الحشر: ۲) سو عبرت پکڑو اے آنکھ والو

ایمان والوں کو دوبارہ دامنِ اسلام میں مکمل آ جانے کی دعوت، حکم کی صورت میں دی جا رہی ہے، ایسا کیوں ہے؟ عقل و بصیرت والے غور کریں، تفکر کریں تو جواب مل جائے گا۔

محسنِ احرار، ابنِ امیرِ شریعت

مولانا سید عطاء المحسن بخاری نور اللہ مرقدہ

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

Regd: M. No. 32

جلد ۱۲ | شمارہ ۳ | قیمت ۱۵ روپے

ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ
مارچ ۲۰۰۱ء

بیاد
سید الاحرار
حضرت
امیرِ شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: مولانا سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی
سیّد عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیرِ مسئول

سیّد محمد کفیل بخاری

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک 150 روپے
بیرونِ ملک 1000 روپے پاکستانی

رفقاءِ فکر

مولانا محمد اسحٰق سلیمی
پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ
سیّد یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ
محمد عمر فاروق

رابطہ: دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان ☎ 061.511961

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید کفیل بخاری — طابع: تشکیل احمد اختر — مطبع: تشکیل نو پرنٹرز — مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان۔

تشکیل

دل کی بات:	قوتِ مزاحمت صرف دینی جماعتیں ہی ہیں	مدیر	۳
افکار:	یادیں ہم تم کو شہیدانِ نبی کرتے ہیں	محمد عمر فاروق	۵
,,	جمہوریت یا اسلام	سید یونس الحسنی	۸
,,	یعنی کہ یہ جمہوریت ہے......؟	سید یونس الحسنی	۱۲
,,	افغانستان پر پابندیاں اور امریکہ کے اصل اہداف	محمد عمر فاروق	۱۵
,,	قلم کی حرمت	محمد عمر فاروق	۱۷
,,	ہرات۔ اِک شہر تھا!	محمد اظہار الحق	۲۰
,,	ویلنٹائن ڈے۔ یوم اوباشی	محمد عطاء اللہ صدیقی	۲۲
,,	قاتل بسنت!	محمد عطاء اللہ صدیقی	۲۷
,,	امریکہ جہاد سے خائف کیوں؟	محمد شکیل مجاہد	۳۲
حسن انتخاب:	سیکولر حکومتیں اور جہادی تنظیمیں	سعیدہ قاضی	۳۴
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	۳۶
یادِ رفتگاں:	محمد عبداللطیف — افضل ایک گم گشتہ آواز	پروفیسر محمد اکرام	۳۷
شاعری:	حمد باری تعالیٰ (سید نصیر الدین گولڑوی) نعت (سید محمد یونس بخاری، سید کاشف گیلانی، خالد شبیر احمد) غزل (سید محمد یونس بخاری) نظم، لہولہو کشمیر (حاجی ملک ماہر کرنالی)		۴۲ تا ۴۷
ترحیم:		ادارہ	۴۸
اخبار الاحرار:		ادارہ	۴۹

دل کی بات:

قوتِ مزاحمت صرف دینی جماعتیں ہیں

پاکستان کے موجودہ سیاسی حالات میں دینی جماعتوں کا کردار انتہائی اہم ہے۔ حکومت کی طرف سے دباؤ کا شکار بھی زیادہ تر دینی جماعتیں ہی ہیں اس کی دو بڑی اہم وجوہ ہیں۔

(۱) عوام کے ساتھ سب سے زیادہ مضبوط رابطہ صرف دینی جماعتوں کا ہے علماء اور دینی رہنما عوام میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور ملک کے سیاسی و مذہبی اور اقتصادی و معاشی اور سماجی حالات پر ان کا مؤقف پوری قوت کے ساتھ براہِ راست عوام تک پہنچتا رہتا ہے۔

(۲) ملک کی دو بڑی سیاسی جماعتیں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی شکست و ریخت اور زوال کا شکار ہیں۔ حکومت خوب سمجھتی ہے کہ اب قوتِ مزاحمت صرف اور صرف دینی جماعتوں کے پاس ہے اور وہ اس مزاحمتی قوت کو ہی ختم کرنا چاہتی ہے۔ آپ دیکھیں کہ اس وقت امریکہ و برطانیہ اور بھارت و روس اور دنیا کے تمام ذرائع ابلاغ کا سب سے اہم موضوع پاکستان کی دینی جماعتیں ہیں۔ گزشتہ ترپن برسوں کی تاریخ یہی بتاتی ہے کہ پاکستان کی سیکولر سیاسی جماعتوں نے بحالی جمہوریت اور ملک کے سیاسی نظام کے استحکام کی آڑ میں دینی جماعتوں کو استعمال کیا۔ اس کا نقصان یہ ہوا کہ جہاں سیاسی جماعتوں سے عوام کا اعتماد اٹھ گیا وہاں دینی جماعتیں بھی متاثر ہوئیں لیکن گزشتہ چند برسوں میں جو ایک نئی تبدیلی وقوع پذیر ہوئی ہے وہ نہایت خوش آئند ہے کہ کسی سیاسی اتحاد میں کوئی قابل ذکر دینی جماعت شامل نہیں ہوئی جس سے عوامی اعتماد بحال ہوا ہے ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ دینی جماعتوں کے آپس میں روابط اور تعلقات مزید مستحکم اور مضبوط ہوئے ہیں مستقبل میں پاکستان کی دینی جماعتوں کا وسیع تر اتحاد بعید از قیاس نہیں اب تو ایک ہی نعرہ ہے جو تمام دینی جماعتوں کی قدرِ مشترک ہے۔ ''پاکستان میں نفاذِ اسلام'' اس نعرہ نے دینی جماعتوں میں وحدتِ فکر وعمل پیدا کی ہے اور دوست دشمن کو سمجھنے میں بہت مدد دی ہے۔

ہم پورے یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ پاکستان کا مستقبل دینی جماعتوں سے وابستہ ہے، وہی قوتِ مزاحمت ہیں جو کسی سودے بازی کو قبول کریں گی اور نہ ہی اپنے مقصدِ عالی پر کوئی مفاہمت کریں گی۔

وزیر داخلہ معین الدین حیدر اور دیگر حکومتی ذمہ داروں کے دینی مدارس دینی جماعتوں، جہاد اور جہادی تنظیموں کے خلاف بودے اور غیر معیاری وغیر اخلاقی بیانات حکومت کی بوکھلاہٹ کے غماز ہیں۔ اربابِ حکومت پر واضح ہے کہ دینی جماعتیں ہی پاکستان کی سیکولر جماعتوں اور قوتوں کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں

سابقہ لادین حکومتوں کی طرح موجودہ سیکولر حکومتی ٹیم سے بھی ہمیں کوئی خوش گمانی ہے اور نہ ہی خیر کی کوئی امید اور توقع ہے۔ ان کے دل میں اب بھی اگر کوئی نرم گوشہ ہے یا مستقبل میں انتقال اقتدار کا کوئی منصوبہ ہے تو وہ لادین سیاسی جماعتوں اور ان کے مغرب زدہ لادین لیڈروں کیلئے ہے دین دشمنی حکومت اور سیاست دانوں کی قدر مشترک ہے۔ مولوی، حافظ وقاری، عالم دین، دینی مدارس، دینی طلباء اور دینی جماعتیں پہلے بھی ان کے ہاں زیرِ عتاب تھیں آج بھی ہیں اور مستقبل میں بھی یہی قوتیں ان کے ظلم وستم اور عتاب کی زد میں ہوں گی۔ ہمیں کھلی آنکھوں، گوشِ حق نیوش اور دلِ بیدار کے ساتھ، پورے شعور و ادراک کے ساتھ پاکستان کے لادین استحصالی لیڈروں، گروہوں اور مقتدر قوتوں کے خلاف جنگ کرنا ہوگی۔ خالص اور پر امن جنگ صرف اور صرف نفاذِ اسلام کی جنگ، محض اللہ کی رضا کے لئے اور آخرت میں نجات کے لئے!

قدم بڑھایئے اسلام کا علم تھامیے اور طاغوتی نظام کا تختہ الٹ کر اس کی جڑیں کاٹ دیجئے۔ امت مسلمہ کی نجات کا فرانہ جمہوریت کی بحالی میں نہیں صرف اور صرف نفاذِ اسلام میں ہے آگے بڑھئے آپ ہی مجاھد اور آپ ہی فاتح ہیں۔

چرمِ قربانی یا ان کی قیمت

مجلس احرار اسلام کے (شعبۂ تبلیغ) تحریک تحفظ ختم نبوت کو عنایت فرمائیں

آپ کے تعاون کے صحیح مصارف

- تحفظ ختم نبوت اور محاسبہٴ مرزائیت کا جہاد
- وفاق المدارس الاحرار کے پینتیس دینی مدارس کے غریب طلباء
- لٹریچر کی اشاعت، کارکنان کی خدمت،
- عصرِ حاضر میں تمام لادین قوتوں کے خلاف صف آرا مسلمانوں کی مدد و نصرت
- قرآن کریم، حدیث اور فقہ کی تعلیم کے لئے دینی اداروں کا قیام و استحکام اور تعمیر و ترقی

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

محمد عمر فاروق

یاد ہم تم کو شہیدانِ نبی کرتے ہیں

گولیاں برس رہی تھیں، لاشے گر رہے تھے، لیکن لوگ تھے کہ دیوانہ وار آگے بڑھتے، سینے پہ گولی کھاتے اور جان، جانِ آفریں کے سپرد کر دیتے۔ کوئی خوف تھا، نہ ڈر، بلکہ شہادت کی خواہش نے عجیب سی خوشی اور وجد و کیف کا سودا سر میں سما رکھا تھا۔ ایک جذبہ تھا، جوش تھا، بے اختیاری تھی کہ بچے، جوان حتیٰ کہ بوڑھے بھی ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے لیے جان ہتھیلی پر لیے پھر رہے تھے اور پھر چشمِ فلک نے دیکھا کہ اپنے ہی خون میں نہا جانے والے ان فدا کاروں اور جاں نثاروں کی تعداد دس ہزار سے بھی تجاوز کرتی چلی گئی۔ ان شہیدانِ وفا نے حکومت و اقتدار، دولت و مفادات یا شہرت و ناموری کی خاطر جان نہیں ہاری تھی اور نہ ہی ان کا مقصد و محور اپنی ذات اور شخصیت کا تحفظ اور دفاع تھا۔ جرمِ بے گناہی کی پاداش میں موت کے گھاٹ اتار دیئے جانے والے یہ فرزندانِ ملّت ہندوؤں، عیسائیوں یا یہودی ستمگروں کے ظلم و جارحیت کا شکار تھے اور نہ وہ ہندوستان، امریکہ روس یا اسرائیل کے مظلوم باشندے تھے۔ بلکہ بے موت مار دیئے جانے والے یہ معصوم فطرت انسان اس پاک خطے کے مکین تھے، جسے دنیا کی موجودہ تاریخ میں پہلی اسلامی ونظریاتی مملکت (پاکستان) ہونے کا شرف حاصل ہوئے ابھی صرف چھ برس ہی ہوئے تھے۔ ظالم، قاتل اور جلاّد کوئی اور نہیں اپنے ہی مسلمان حاکم تھے جو مسلم ریاست میں فرعون اور نمرود بنے ہوئے تھے۔ شیطنت اور سفاکی ان کے ظلم و تجبّر کے آگے سرنگوں تھی اور خود خوفِ خدا بھی تھرا رہا تھا۔

وحشی حاکموں کا تختۂ مشق بننے والے یہ پاکباز و پاک نہاد شہیدانِ اسلام اپنے ''مسلمان'' حکمرانوں سے بس ایک ہی مطالبہ کرتے ہوئے اپنے جسم لہولہان کرا رہے تھے۔ کہ جس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلمہ پڑھتے ہوئے یہ وطن حاصل کیا گیا ہے اُسی ملک میں ان کے ناموس اور ان کے منصب کا تحفظ بھی کیا جائے اور یہ مطالبہ برحق بھی تھا اور بروقت بھی۔ کیونکہ پاکستان کے وجود میں آنے سے منکرین ختم نبوت قادیانیوں کا اکھنڈ بھارت منصوبہ چکنا چور ہو چکا تھا۔ اس لئے اب وہ پاکستان کو قادیانی سٹیٹ بنانے کے پلان پر عمل پیرا تھے اور برطانیہ و امریکہ ان کی پشت پناہی کرتے ہوئے پاکستانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کے ذریعے ایسے حالات پیدا کر چکے تھے کہ اگر مسلمان رہنما مل کر تحریک تحفظ ختم نبوت (1953ء) کا آغاز نہ کرتے تو ایک طرف قادیانی اقتدار پر شب خون

مارنے میں کامیاب ہو جاتے اور دوسری طرف پاکستان کی اکثریتی آبادی ان کے جال میں پھنس کر مرتد ہو جاتی۔ شہیدانِ ختم نبوت نے اپنے آپ کو جناب ختم المرسلین ﷺ کے ناموس پر قربان کر کے پاکستان اور بالخصوص عالم اسلام کو قادیانی سازشوں کے نرغے سے نکال کر ان کی اصلیت کو آشکارا کر دیا جو یقیناً ملتِ اسلامیہ پر ان کا احسان ہے۔

قیام پاکستان کے فوراً بعد اس نوازئیدہ مملکت کو اپنے وجود کے لیے خطرہ سمجھتے ہوئے قادیانی بین الاقوامی قوتوں کے ایجنٹ کی حیثیت سے متحرک ہو گئے۔ مجلس احرار اسلام کے دور اندیش رہنماؤں نے قادیانیوں کے ان عزائم کا بروقت ادارک کیا۔ یہاں تک کہ وزیر اعظم لیاقت علی خان سے دورانِ ملاقات احرار رہنماؤں نے قادیانیوں کی اسرائیل سے خط و کتابت پر مبنی ایک انتہائی حساس نوعیت کی فائل پیش کی۔ بعدازاں وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کو بھی اہم حقائق سے آگاہ کیا گیا، اور استعماری مہرے ظفر اللہ خان کی در پردہ سازشوں کے پیش نظر وزارت خارجہ سے ان کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا۔ لیکن خواجہ ناظم الدین نے کمال بے نیازی سے یہ مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ ''اگر ظفر اللہ خان سے وزارت خارجہ کا قلمدان واپس لے لیا گیا تو برطانیہ پاکستان کو گندم کی فراہمی روک دے گا۔'' خواجہ ناظم الدین کے اس جواب سے حکمرانوں کی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ سے عدم دلچسپی، اقتدار سے محبت اور بیرونی قوتوں کی پاکستان کے اندرونی معاملات میں کھلی مداخلت واضح ہو جاتی ہے۔ احرار رہنماؤں نے حکمرانوں کی لاپرواہی، اندرون خانہ قادیانیوں سے ساز باز اور ان کی امداد و حمایت کو دیکھتے ہوئے اور کوئی دوسری راہ نہ پا کر 1953ء میں تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت چلانے کا فیصلہ کیا۔ تا کہ پرامن تحریک کے ذریعے عوامی دباؤ سے قادیانیوں کو لگام دلائی جائے۔ مجلس احرار اسلام کی ترغیب و دعوت پر آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا۔ جس کے سٹیج سے تمام مکاتب فکر نے تحفظ ختم نبوت کے لیے ملک بھر میں جلسوں اور جلوسوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر دیا۔ تحریک پرامن انداز میں جاری تھی کہ یکا یک مجلس عمل کی تمام قیادت گرفتار کر لی گئی اور پھر بعض قادیانی نواز افسران نے تحریک کو حکومت کے خلاف بغاوت کے رنگ میں پیش کر کے حکومت کے کان بھرے تو حکومتی اختیارات اس طور حرکت میں آئے کہ نہتے عوام پر ظلم و درندگی کے پہاڑ توڑ ڈالے گئے۔

6 مارچ 1953ء کو جنرل اعظم خان نے لاہور میں مارشل لاء نافذ کر کے شہر کی گلیوں اور بازاروں کو شمع رسالت کے پروانوں کے خون سے لالہ زار کر کے ہلاکو اور چنگیز کے ظلم کو شرما دیا۔ غلامانِ مصطفی ﷺ اپنے آقا کی عزت و حرمت کی حفاظت کی خاطر جامِ شہادت پی رہے تھے اور ختم نبوت، زندہ باد کے ایمان افروز نعروں سے

لاہور کی سرزمین مسلسل گونج رہی تھی۔ جبکہ اہلِ اختیار اپنے تئیں ان کے جسموں کو بے جان کر کے اس زعم میں تھے کہ وہ اس تحریک کو کرش کر کے دائمی اقتدار کے مزے لوٹیں گے۔ لیکن وقت نے ثابت کیا کہ ممتاز دولتانہ، ناظم الدین، سکندر مرزا اور جنرل اعظم خان دوبارہ اقتدار میں آنے کی حسرت لیے اس دنیا سے ہی سفر کر گئے۔ مگر شہدائے ختم نبوت کا پاک اور پوتر لہو رنگ لایا اور قادیانی نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے بیشتر ملکوں میں غیر مسلم کی حیثیت پا کر رہے درحقیقت موجودہ توہینِ رسالت ایکٹ بھی انہیں شہدا کی قربانیوں ہی کا صدقہ ہے۔

جب تحریک تحفظ ختم نبوت ریاستی طاقت کے زور پر مسل دی گئی تو خوف و ہراس کی اس فضاء میں استقامت کا مظاہرہ کرنا ہر ایک کے بس میں کہاں تھا۔ یہاں تک کہ ایک نیم سیاسی اور نیم مذہبی جماعت کے لیڈر نے منیر انکوائری کمیشن کے سامنے اپنے بیان میں تحریک اور شہدائے ختم نبوت سے لاتعلقی کا بیان دے کر اپنی گلوخلاصی کرانا چاہی۔ جس پر حضرت امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ میدانِ عمل میں آئے اور لاہور کے ایک جلسۂ عام میں یہ واشگاف اعلان کر کے اہلِ عزیمت کی لاج رکھ لی۔ آپ نے فرمایا:

''جو لوگ تحریک ختم نبوت میں جہاں تہاں شہید ہوئے ہیں۔ ان کے خون کا جواب دہ میں ہوں وہ عشق رسالت میں مارے گئے۔ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ان میں جذبۂ شہادت میں نے پھونکا تھا جو لوگ ان کے خون سے دامن بچانا چاہتے ہیں اور ہمارے ساتھ رہ کر اب کنی کترا رہے ہیں، میں ان سے کہتا ہوں کہ حشر کے روز بھی اس خون کا ذمہ دار میں ہوں گا اگر ان دانشورانِ بے دین یا دیندارانِ بے عشق کے نزدیک ان کا جان دینا غلطی تھا، تو اس غلطی کا ذمہ دار بھی میں ہوں، وہ عشقِ نبوّت میں اسلامی سلطنتوں کے ہلاکو خان کی بھینٹ چڑھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی تو سات ہزار حفاظ صحابہؓ کو ختم نبوت کی خاطر شہید کرایا تھا''۔

ہر سال مارچ کا مہینہ ملک وملت کے ان محسن شہیدوں کی ایمان افزاء اور روح پرور یادیں لے کر آتا ہے۔ جنہوں نے ردائے نبوت کی حفاظت کے لیے اپنی متاعِ حیات لٹا کر ابدی زندگی کے ثمرات پائے۔ شہدائے ختم نبوت آج بھی پیغام دے رہے ہیں کہ جب بھی دینِ پاک کی حرمت پر کوئی بد بخت حملہ زن ہو، تم اپنی جان دے دینا، مگر دین پر حرف نہ آنے دینا حکمرانوں کے لیے شہدائے ختم نبوت کا درسِ حیات یہی ہے کہ طاقت اور جبر سے دینی قوتوں کو (وقتی طور پر) دبا دینے والوں کا مقدر ہمیشہ کا زوال اور آخرت کی رسوائی ہوا کرتا ہے۔ سچ ہے کہ عقلمند ماضی کی غلطیوں سے حال کو محفوظ رکھتے ہیں اور مستقبل کے اوراق میں امر ہو جاتے ہیں۔

کھلا خط

جمہوریت یا اسلام ۔۔۔۔۔!

سید یونس الحسنی

جناب ارشاد احمد حقانی کے نام

گرامی قدر حقانی صاحب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم

میں آپکے حرف تمنا کا باالالتزام قاری ہوں ۔ میرا حسن ظن ہے کہ وطن عزیز میں دانش وحکم کی دگرگوں صورت حال کے علی الرغم اسکی خرابہ آباد سیاست کے ماضی حال اور مستقبل کا آپ گہرا ادراک رکھتے ہیں ۔ میرا بجا طور پر استحقاق ہے کہ آپ ایسے وسیع المطالعہ شخص سے ملکی سیاست ومعیشت اور تہذیب وثقافت کے باب میں اصولی، غیر مبہم ،ٹھوس اور دوٹوک موقف کی بھر پور توقع رکھوں جو ابدی سچائیوں اور اٹل حقیقتوں کا قطب نما ہو ۔۔۔ میں خوشامد کوز ہر ہلا ہل سمجھتا ہوں چنانچہ حفظ مراتب کا تقدس بہر طور ملحوظ رکھ کر آپ سے بے دھڑک قلمی گفتگو کی جسارت کرر ہا ہوں ،صرف نظر فر مایئے گا ۔ کچھ استفسارات برائے تفہیم ہیں جن سے بہتوں کا بھلا ہوگا ۔

’’پاکستان کے بڑے سیاسی کھلاڑی اور قومی بحران کے زیرعنوان آپ کے قلمی نگینے نظرنواز ہوئے جن میں آپ کے سوزِ دروں اور بے پایاں حب وطن کی بو باس رچی بسی ہے البتہ چند نکات محل نظر ہیں اور آپ کے قلب وذہن کی عدالت میں میرا استغاثہ بھی ۔ آپ فرماتے ہیں ۔

’’مستقبل کے امکانات کیا ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستانی قوم کے فہمیدہ طبقے جمہوریت سے حقیقی وابستگی رکھتے ہیں وہ جمہوری کلچر کے تمام آداب اور تقاضوں کے بروئے کار آنے کا خواہشمند ہیں ۔ ان کے دلوں اور دماغوں میں غیر جمہوری طور طریقوں کے لئے گہری نفرت موجود ہے اور میری دانست میں جمہوری مستقبل کے حوالے سے امید کی یہی سب سے بڑی کرن ہے ۔ پاکستان کی مڈل کلاس ناکامیوں اور حادثوں کے باوجود مثالی جمہوری نظام کے لئے جدوجہد کرتی رہیگی ۔ جوں جوں وقت گذرے گا اس طبقے کے دباؤ کے نتیجے میں مسلح افواج، سیاستدان بیورو کریسی عدلیہ اور پریس ایک مثالی جمہوری معاشرے کے لئے زیادہ سے زیادہ کام کرنے پر مجبور ہوں گے وغیرہ وغیرہ ۔۔۔!‘‘

سیاسیات میں ماسٹرز کرنے کے دوران میں نے جمہوریت اور جمہوری نظام کے متعلق دیسی بدیسی قدیم وجدید مفکرین و ماہرین سیاسیات کی تصانیف سے خوب استفادہ کیا ۔ مجھے کہنے دیجئے کہ جان ڈوئی سے برٹرینڈ رسل تک اور ابراہم لنکن سے رچرڈ نکسن تک کسی بھی صورت گر نے اس ’’من موہنی‘‘ جمہوریت کے صحیح خطوط واضح کرنے سے

مصلحتاً یا عمداً گریز کیا ہے۔ اس کی الم انگیز وجوہات تھیں۔ گزشتہ دنوں امریکہ کے عظیم ترین مفکر جمہوریت، انسٹانفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر رچرڈ رارٹی (RICHARD RARTY) کی کتاب (ACHIEVING OUR COUNTRY) شائع شدہ ہاورڈ یونیورسٹی ۱۹۹۸ء کے بہت سے اقتباسات نظر سے گذر کر دل میں تراز و ہو گئے۔ مصنف اس اعتبار سے لائق تحسین ہے کہ اس نے کھلی کھلی باتیں لکھیں جمہوریت کو ایک مکمل ''نظام زندگی'' کے طور پر پیش کرتے ہوئے اس کے صحیح صحیح خال وخط زینت قرطاس بنائے تا کہ ہر شخص ذہنی الجھاؤ سے فراغ حاصل کر کے ''جمہوری کلچر'' اس کے لازمی و منطقی اجزائے ترکیبی اور اس کے نفاذ و نفوذ کے تدبیری تقاضوں سے واقف ہو سکے تلخیص ملاحظہ فرمایئے۔

''آج امریکہ اور مغرب کی امامت کا جواز یہ ہے کہ ان کے پاس طاقت سرمایہ کی لاٹھی ہے۔ مغربی عقلیت کی برتری کیلئے یہی دلیل کافی ہے کہ وہ آج کی'' دنیا میں غالب قوت ہے اس تفاخر کو قائم رکھنے کیلئے کسی عقلی دلیل کی ضرورت نہیں بلکہ لوگوں کے دلوں میں جمہوریت پر اندھا ایمان پیدا کرنا چاہیے اور ایمانیات کا مرتبہ یہ ہے کہ اسکو پرکھنے کیلئے کوئی غیر جانبدار اور معروضی پیمانہ ہو ہی نہیں سکتا جمہوریت وہ نظام ہے جو انسانی خواہشات اور رضا کار کو طرز زندگی بنا دیتا ہے جان ڈوئی اور ہیگل نے ہمیں یہی درس دیا کہ'' آسمان کی طرف دیکھنا ترک کر دیں اور آگے کی طرف دیکھیں۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے عیسائی اور اسلامی فکر خدا اور رسول پر اعتقاد اور ان کی تعلیمات پر عمل کو چھوڑ کر اسی دنیا کو جنت بناؤ حور وقصور حاصل کرو بزم سرمدر چاؤ آگے دیکھنے کا مطلب انسان کی رضا حاصل کرو اس کی پوجا کر دیا در کھو انسان کی پوجا اور زمین کی پرستش کا عقیدہ اس وقت تک زمین پر حکمرانی نہیں کر سکتا جب تک خدا کی پوجا کرنے اور آسمان کی طرف دیکھنے والوں کا مکمل صفایا نہ کر دیا جائے کیونکہ الہامی مذاہب کا خاتمہ ہی جمہوریت کی اصل روح ہے اسی لئے آج امریکہ و یورپ کرۂ ارض پر سے راسخ العقیدہ عیسائیوں اور مسلمانوں کو کسی نہ کسی طرح ختم کرنے کیلئے تمام وسائل روبہ استعمال لا رہے ہیں البتہ لبرل و سیکولر عیسائیوں اور مسلمانوں سے وہ فی الوقت خوش ہیں کہ اپنے اپنے علاقوں میں جمہوریت کیلئے مصروف جہد ہیں انسانی پوجا کا نظام جسے جمہوریت کہتے ہیں نظام اخلاقیات سے عاری ہوتا ہے کیونکہ یہ انسانی اعمال کے جائز و ناجائز ہونے کا سوال اٹھاتی اور اس کی وسعت عمل پر قدغن لگاتی ہے اس لئے ہمارے بزرگوں نے ستر لاکھ ریڈ انڈینز کو ہلاک کر دیا تھا جمہوریت کے استحکام کیلئے لازم ہے کہ انسان کی پوجا کے نظام جمہوریت کے باغیوں سے زمین کو پاک کر دیا جائے چنانچہ آج کے دور میں راسخ العقیدہ مسلمانوں اور راسخ العقیدہ عیسائیوں کا قتل عام جائز

ہے ہمیں اس نظریے پر فخر ہے شرمندگی نہیں''

محترم! یہ سب پڑھنے کے بعد یہ ترتیب ذہن میں نمودار ہوتی ہے کہ رچرڈ رارٹی مرید ہے جان ڈوئی کا، جان ڈوئی غیر مشروط مقلد ہے ہیگل کا۔ یہ وہی ہیگل ہے جو کارل مارکس کا مربی و مرشد تھا اور اس کا روحانی واصطلاحی سلسلہ نسب کئی واسطوں سے ارسطو تک جا پہنچتا ہے۔ مشرق و مغرب میں انکا مقصود ایک ہی ہے مگر حصول کے طریقے مختلف ہیں۔ مشرق میں ایک کروڑ سے زائد مسلمانوں اور عیسائیوں کو موت کی نیند سلا دیا گیا، مغرب میں کلیسا سے نجات کے لئے خون کی ہولی کھیلی گئی، امریکہ میں ستر لاکھ ریڈ انڈینز گاجر مولی کی طرح کاٹ دیئے گئے کہ یہ سب آسمانی کتابوں، رسولوں اور ان کے بھیجنے والے ان دیکھے خدا پر ایمان رکھتے اور اسی کی رضا کو ہمہ نوعی فلاح و نجات کا نسخۂ کیمیا سمجھتے تھے۔ ان کے علوم و فنون کی تمام جہتیں اسی عقیدے و ایمان کی غماز تھیں۔ انسان کی پوجا اسی وقت ممکن العمل ہو سکتی تھی جب خدا کے وجود کی سختی سے نفی کر کے رسولوں پر ایمان بہ لطائف الحیل مفقود کر دیا جائے۔

یاد بخیر! غلام مصطفیٰ کھر پنجاب کے گورنر اور وزیر اعظم پاکستان کے مشیر ہوا کرتے تھے۔ ایک خصوصی میٹنگ میں انہوں نے تجویز پیش کی کہ چار سے چھ لاکھ مذہبی جنونیوں کو قتل کر دینے کیلئے اگر جمہوریت مستحکم ہوتی ہے تو مضائقہ نہیں، بھٹو نے اس وقت سنی ان سنی کر دی بعد از زوال شدید پچھتا وار ہا کہ کھر کی بات کیوں نہ مانی یہ سب ایک ہی لکیر کے فقیر تھے۔ آج پاکستان اور افغانستان ہی نہیں دنیا کے کسی بھی مسلم ملک میں نفاذ اسلام کی بات ہو تو وہ پلک کی ایک جھپکی میں دہشت گرد ہو جاتا ہے۔ پاکستان کے جمہوری دانشور اسقدر مرعوب ہیں کہ ان کی ساری مشاورت لندن یا واشنگٹن میں ہوتی ہے۔ وہ بڑے خلوص سے اس نظام کو ملکی استحکام کا ضامن گردانتے ہیں۔ اس سوچ کا بطلان کیا جائے تو امریکہ اور اس کے یورپی حلیفوں میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ ان کے علاقائی مبلغ منکرین جمہوریت کو آمریت پسند، ترقی کے دشمن، حقوق نسواں کے غاصب، رجعت پسند اور نہ جانے کیا کیا نام دیکر رسوا کرتے گردن زدنی ٹھہراتے ہیں۔ بنیاد پرستی کا طعنہ دیکر وسیع البنیادی کا صور پھونکتے ہیں۔ آپ ہی فرمائیے۔

☆ جس نظام کی بنیاد ہی خدا اور رسول کی نفی پر ہوا اور انسان کی رضا کے نام پر انسان کی پوجا جس کا لازمہ ہو۔

☆ جو اخلاقیات کو وسعت عمل پر قدغن قرار دیکر اسے شرف انسانیت کے خلاف سمجھتا ہو۔

☆ جو اللہ کو مطلق مقتدر اعلیٰ تسلیم کرنے کی بجائے عوام کو طاقت و قوت کا سرچشمہ جانتا ہو (عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے، عوام پر)

☆ جو اپنے لبرل ازل اور سیکولرازم کے تحفظ کے لئے حقوق نسواں کے نام پر عصمت وعفت کے پاکیزہ تصور کی دھجیاں بکھیرنا ضروری خیال کرتا ہے۔

☆ جو راسخ العقیدہ مسلمانوں اور عیسائیوں کا قتل جائز اور لازم رکھتا ہو۔

ایسے مجہول اور غیر فطری نظام کو اسلام کے نام پر وجود پذیر ہونیوالی مملکت کی بقا کے لئے لازم خیال کرنا، اس کی ترقی واستحکام کا ضامن سمجھنا اسے روشنی کی کرن کہنا، اس کے کلچر کو فروغ دینے کی جدوجہد کے لئے اہل وطن کو اکسانا، غیر جمہوری سوچ سے نفرت کو وطیرہ بنانا کہاں تک قرین عدل ہے۔ کیا اسلام کے ہاں کوئی نظام جہانگیری و جہانبانی نہیں؟ کیا جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے اس جدید انداز ہی سے ملک کی تقدیر بدلی جاسکتی ہے؟ کیا اس متعفن کلچر کو مشرف بہ اسلام کر کے اسلامی جمہوریت کی پیوندکاری درست رویہ ہے؟ کیا دین رسول آخریں میں یہ صلاحیت نہیں کہ انسان کے معاشرتی ضمیر کی تشکیل نو کر سکے؟۔

یہ بڑی تعجب خیز بات ہے کہ عہد حاضر میں اہل مغرب علمی واخلاقی زوال کے باوجود اپنے علوم سیاسیات ومعاشیات سودی کی بنیاد پر عملاً ساری دنیا کو زیرِ بار رکھے ہوئے ہے۔ رچرڈ رارٹی کی رائے میں یہ جمہوریت کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور مسلم دنیا میں اس کے خلاف پیدا شدہ تحریک دراصل ایک دبی ہوئی چنگاری ہے جو کسی بھی لمحے شعلۂ جوالہ بن سکتی ہے اسی لئے یورپ وامریکہ میں زلزلہ نما ہلچل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دو حلیف دنیا بھر میں بالعموم اور مسلم ممالک میں بالخصوص جمہوری اداروں کے قیام واستحکام کے لئے اقوام متحدہ، آئی ایم ایف، عالمی بنک، ایمنسٹی انٹرنیشنل، ڈبلیوٹی، او جیسے چیلے چانٹوں کے توسل سے جان توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ مختلف ممالک پر بے شمار پابندیاں اور فوجی کارروائیاں اسی منحوس سلسلے کی انتہائی نامسعود کڑیاں ہیں۔

مکرمی!

مسٹر ڈمن، مسٹر ٹنگٹن، پیٹر سنگر کی تصنیفات اور مغربی مطبوعات کی اشاعت کے معتبر ادارے پینگوئین کے مفکر اعظم جے۔ ڈی کے رشحات قلم آپ کی نظروں سے بالضرور گذرے ہوں گے۔ اب رچرڈ رارٹی کی کتاب بھی کہیں سے منگوا کر مطالعہ کیجئے گا۔ میں بری طرح کنفیوز ڈ ہوں۔ مجھے اس زگ زیگ سے نکالنا جنابِ والا کی اسلامی، اخلاقی، سیاسی اور صحافتی ذمہ داری ہے۔ بندہ منتظر رہے گا۔

والسلام　سید یونس الحسنی　لاہور

(مطبوعہ، ''حرفِ تمنا'' روزنامہ ''جنگ'' لاہور ے فروری ۲۰۰۱)

السید یونس الحسنی

یعنی کہ یہ جمہوریت ہے۔؟

یعنی کہ لاحول ولاقوۃ یعنی کہ رب خوار کرے، یعنی کہ ذلالت کی حد ہوگئی، یعنی کہ اس ترقی یافتہ دور میں اسقدر انسان گر جائے گا، یعنی کہ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا، یعنی کہ لعنت ہو خدا کی، یعنی کہ قیامت اب بہت عنقریب لگتی ہے، یعنی کہ یہ بھی کوئی بات ہے کرنے والی، یعنی کہ، یعنی کہ لاحول ولاقوۃ لاحول ولاقوۃ۔۔۔۔گزشتہ روز وحدت روڈ جانے کیلئے انار کلی سے گیارہ نمبر ویگن میں سوار ہوکر سامنے والی سیٹ پر بیٹھا ہی تھا۔ کہ یہ آوازیں سماعت سے ٹکرائیں مڑ کے دیکھا عقبی نشست پر ایک مرد ضعیف دونوں ہاتھوں میں اخبار دبائے بیٹھا خود کلامی میں مبتلا تھا استفسار پر وہ بزرگ ناتواں پوری قوت سے چیخے۔ برخوردار یعنی کہ تم نے آج کا اخبار نہیں پڑھا، یعنی کہ توبہ توبہ ہزار بار یعنی کہ لاحول ولاقوۃ، اس کو پڑھو یعنی کہ یہ خبر پڑھو، استغفراللہ کیا ہوگیا ہے دنیا کو اخبار انکے ہاتھ سے لے کر نشان زدہ خبر پڑھنا شروع کی جو کچھ اسطرح تھی۔

''لاھور (جنگ فارن ڈیسک) برطانوی عدالت نے سرعام برہنہ ہونے کو درست قرار دیدیا، دی ٹائمز کے مطابق اٹھائیس سالہ آرٹسٹ ونسٹ پیتھل نے برہنہ ہوکر سڑکوں پر پھرنا شروع کر دیا جس پر پولیس نے اسے عوام کے امن وسکون میں خلل قرار دے کر گرفتار کرلیا، تاہم اس نے اسے بنیادی حقوق پر حملہ کہہ کر کپڑے پہننے سے انکار کر دیا اور گرفتاری کو چیلنج کر دیا۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا کہ یہ کوئی جرم نہیں ہے،،

عرض کیا بزرگو! یہ پہلی دفعہ نہیں ہوا۔ کئی سال پیشتر یورپ میں ایک تنظیم نے برہنگی کو بنیادی انسانی حقوق قرار دیکر باضابطہ و بے ضابطہ جلسے جلوس کا اہتمام کیا تھا اور اخبارات نے خوب چسکے لے کر ایسی ہی خبریں شائع کی تھیں۔ حتی کہ برطانیہ سمیت کئی ملتے جلتے ممالک نے یہ حق تسلیم کر کے لوگوں کو مخصوص علاقوں میں بے لباس رہنے بسنے کی اجازت دے دی تھی۔ باخبر حضرات جانتے ہیں کہ اب بھی ننگوں کا سالانہ عالمی اجتماع یورپ ہی میں ہوتا ہے۔ کہنے لگے! وہ یعنی کہ یہاں جو ہیومن رائٹس کمیشن اسی قسم کے حقوق مانگتا ہوگا۔ عرض کیا بالکل درست فرمایا آپ نے کہنے لگے لیکن ان کی سرپنچ تو اپنے چودھری غلام جیلانی کی نورعین ہے۔ یعنی کہ جواباً عرض کیا یہ بڑی دکھیاری حقیقت ہے۔ کہا اوہنوں کی وگ گئیاں نیں یعنی کہ عرض کیا! خدا کی مار کہنے لگے سچ ای آکھیا اے توں۔ اسی دوران اردگرد کنکھیوں سے دیکھا ویگن میں سوار خواتین اپنی اوڑھنیاں درست کر رہی تھیں۔ میرا ارا ہوار خیال

اس ڈگر پر چل نکلا کہ شرم وحیا اور حجاب یہ دل خوش کن کیفیات اور بابا جی کا اضطراب دین فطرت اسلام پر غیر مشروط ایمان رکھنے والوں کا خاصہ، ورثہ اور اثاثہ ہیں جو صورت حال پیدا کی جارہی ہے۔ کسی طرح اس کی روک نہ کی گئی تو ہمارا معاشرہ اپنی جاذبیت اور حسن و جمال کھو بیٹھے گا۔ اللہ نظر بد سے محفوظ رکھے۔

یہ چند ثانیئے بعد دیکھا بزرگ بھی سوچ ساگر میں غوطہ زن ہے سر کو نفی اثبات میں ہلاتے، انگلیوں کو بل دیتے، کندھے اچکاتے، آگے جھکتے کبھی سیدھے ہو بیٹھتے۔ پھر آگے کو جھکتے میں سمجھا اونگھ رہے ہیں۔ مگر یہ تو ان کی زخم خوار حمیت کی کراہیں تھیں جو حرکات وسکنات سے واضح ہو رہی تھیں معاً وہ سینہ تان کر سنبھلتے ہوئے سیٹ کے پچھلے حصے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور بولے'' کاکے،، مجھے اچھرہ جانا تھا۔ لیکن! یعنی کہ تم سے کچھ اور باتیں کرنا ہیں۔ یعنی کہ آگے ہی چلتے ہیں۔ ہم رحمان پورہ شاپ پر اتر کر ایک جگہ بیٹھ گئے۔ وہ میری تاریخ جغرافیے اور رقبے سے واقفیت کے خواہاں تھے میں نے ہلکے پھلکے انداز میں ٹال دیا۔ بولے سچ بتا یعنی کہ یہ سب کچھ کس نظریے کی لگی بندھی گتھیاں ہیں۔ عرض کیا عوام کو طاقت کا سرچشمہ ماننے والے نظریے کی۔ فوراً لب کشا ہوئے وہ کہیں نامراد جمہوریت تو نہیں یعنی کہ اب میں سمجھا کہ زیادہ لوگ جس بات کو درست سمجھیں اسکی صحت کسی کو مجالِ انکار نہیں۔ ٹھیک کہا نا میں نے یعنی کہ یہ وہی موئی جمہوریت ہے نا، اب پتہ چلا ہمارے لیڈر اور لیڈرانیاں یعنی کہ اس پر کیوں مرتے ہیں یعنی کہ لاحول ولاقوۃ۔ میں نے موقع پا کر گزارش کی ایک اور واقعہ سن لیجئے۔ کوئی تین چار سال ادھر کی بات ہے یونان کے شہر ایتھنز میں ایک بڑی جماعت دو حصوں میں بٹ گئی۔ وجہ نزاع ایک کم بخت گدھا تھا۔ گروپ نے کہا یہ انسان ہے، دوسرا گروہ سچ بولنے پر مصر کہ یہ گدھا ہے جھگڑا طول پکڑ گیا ایک گروپ نے کہ انسانی عظمت وتکریم کا داعی تھا عدالت کے دروازے پر جا دستک دی فریق ثانی بھی اپنے وکلاء کے ہمراہ حاضر ہوا۔ چار دن تک مسلسل بحث ہوتی رہی، دونوں دھڑوں نے دلائل و براہین کے انبار لگا دیئے۔ کورٹ کے چھ رکنی پینل نے اس معرکۂ گفتنی و ناگفتنی کا بنظرِ تعمق جائزہ لینے کے بعد متفقہ طور پر جو فیصلہ صادر کیا گذشتہ عمرانی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے جج نے لکھا:

''اس کیس کا پوری گہرائی اور وسیع النظری سے بھرپور جائزہ لیا گیا ہے۔ استغاثہ اپنی بات ثابت کرنے میں کلیتہً ناکام رہا ہے کیونکہ گواہوں کی اکثریت کا موقف انکی رائے سے مطابقت نہیں رکھتا جس سے فریق ثانی کو تقویت پہنچنا لازمی اور منطقی ہے۔ بادی النظر میں یہ ہے تو گدھا۔ مگر جمہوریت کی عظمت کا تقاضا سمجھتے ہوئے یہ عدالت اسے انسان قرار دینے میں کوئی مضائقہ محسوس نہیں کرتی۔ استغاثہ کی رٹ خارج کی جاتی ہے''۔

یہ فیصلہ اس شہر کی عدالت نے کیا جسے جمہوریت کا جنم بھوم ہونے کا بلا شرکت غیرے اعزاز حاصل ہے۔آج اسی جمہوریت کا تمام کلیسائی ممالک میں ڈنکا بج رہا ہے۔انکے شہریوں کو اسی قسم کے ''بنیادی حقوق،، حاصل ہیں۔وہ اپنے معاملات میں مختار کل ہیں۔ ننگے رہیں، یا ڈھکے چھپے، یہ انکی اپنی صوابدید ہے والدین اپنی اولادوں کی تربیت نہیں کر سکتے،نوجوانوں میں سیرت واخلاق کا کوئی معیار نہیں، ایمانیات کو اپنی زندگیوں سے بیدخل کر چکے ہیں۔شرم وحیا ان کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے، انجام ظاہر و باہر ہے۔مادی سرفرازی کے ساتھ ساتھ انتہائی بدبودار کیفیات نے بھی جنم لیا ہے۔ساٹھ ستر فیصد بچوں کو معلوم نہیں کہ انکے باپ کون ہیں۔الغرض یورپ میں تہذیب نام کے خوبصورت جانور کی نسل ختم ہو چکی ہے۔مغربی اقوام نے جنگلی حیات کی رکھوالی کا حق ادا کر دیا ہے۔سمندری حیات کی دیکھ بھال کیلئے وہ سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں، وہ کتوں بلوں ،سوروں، ریچھوں اور بندروں کی نفسیات پر ڈھیروں کتابیں لکھیں، اِن کی عادات واطوار رہن سہن اور تہذیب پر ان گنت تھیسز اور انسائیکلوپیڈیا تیار کر ڈالے۔ان کی نسلوں کو نابود ہونے سے بچانے کے لئے بڑی فراخدلی سے کئی جانوں کی قربانی پیش کی۔مگر افسوس! صد افسوس وہ انسانی نفسیات اور اسکے فطری تقاضے سمجھنے سے قاصر ہیں یا اسے تلاشنے سے عمداً گریز کیا۔شرف انسانی، اسکی تہذیبی ترتیب کے اجزائے ترکیبی اور اسکی عظمت وتقدیس کی سرمو حفاظت کرنے میں وہ مکمل ناکام ونامراد ٹھہریں۔انہوں نے احسن تقویم کو اسفل سافلین بنا کر رکھ دیا۔مسلمہ اخلاقی بندھنوں کو بنیادی حق انسانی کے خلاف جانا اور کھلی برائیوں کو جمہوری حق سمجھ کر انتہائی وارفتگی سے گلے لگایا۔فطرت انکے اس ناقابل معافی جرم سے کبھی صرف نظر نہیں کریگی۔میری گفتگو کے خاتمہ پر باباجی کڑک کر بولے ''تو یعنی کہ یہ سب اسی حرافہ جمہوریت کا کیا دھرا ہے نا۔خدا کی پھٹکار ہو اس پر یعنی کہ اور اسکے پر چارکوں پر بھی، لاحول ولاقوۃ یعنی کہ۔

مکتبہ احرار لاہور کی نئی پیش کش

خطیب الامت، بطلِ حریت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی مستند سوانح حیات ملی ودینی خدمات، جہد وایثار اور عزیمت واستقلال کا عظیم رقع نیا ایڈیشن، رنگین ودیدہ زیب سرورق کے ساتھ پہلے تمام ایڈیشنوں سے یکسر مختلف اور منفرد

حیات امیر شریعت

مؤلف جانباز مرزا (قیمت:=/150 روپے)

ملنے کا پتہ: بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ● مکتبہ احرار 69 سی حسین سٹریٹ وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

محمد عمر فاروق

افغانستان پر پابندیاں اور امریکہ کے اصل اهداف

روسی استعمار کے تحلیل ہو جانے کے بعد امریکہ عالمی غنڈہ گردی کے منصب خبیثہ پر بلا شرکتِ غیرے براجمان ہو چکا ہے۔ فتنہ وفساد اور قتل و غارت گری کے ذریعے دنیا پر تسلط و حکمرانی اس کا دیرینہ خواب ہے۔ لیکن اب امریکہ بخوبی جان چکا ہے کہ اس کے نو آبادیاتی عزائم کی راہ میں امتِ مسلمہ کے جذبۂ جہاد سے سرشار جوانوں کی ان گنت تعداد آہنی دیوار بنتی جا رہی ہے۔ جسے امریکی دانشور دو تہذیبوں یعنی اسلام اور عیسائیت کی جنگ بھی قرار دے رہے ہیں۔ اسی لیے امریکہ اسامہ بن لادن اور افغانستان کی طالبان حکومت کے پردے میں عالم اسلام کو کچل دینے کے درپے ہو گیا ہے بے خوف افغان مسلمانوں اور شیر صفت شیخ اسامہ بن لادن کا جرمِ بے گناہی صرف اور صرف یہی ہے کہ انہوں نے ملتِ اسلامیہ کو جہاد کا بھولا ہوا سبق یاد دلا دیا ہے اور ان کی جان توڑ کوششوں اور لہو رنگ مساعیوں سے دنیا کے ہر کونے میں اسلام کے نام لیوا اپنے عزم بلا خیز کفر کے خلاف سینہ سپر ہو چکے ہیں جن سے بوکھلا کر کفریہ طاقتوں کے سرپرست امریکہ نے جہادی سرگرمیوں کی جائے آغاز افغانستان پر اقوام متحدہ کے ذریعے اقتصادی پابندیاں عائد کر دی ہیں۔

ان پابندیوں کے تباہ کن اثرات صرف افغانستان پر ہی نہیں بلکہ پاکستان اور ایران پر بھی مرتب ہوں گے۔ ایران اور پاکستان اگلے امریکی اہداف ہیں۔ خصوصاً پاکستان کی ایٹمی حیثیت امریکہ اور اس کے حوالیوں کے سینے میں کانٹا بن کر چبھ رہی ہے۔ پاکستان کو ایٹمی قوت سے محروم کرنے اور ملک میں سیاسی خلفشار کے شیطانی منصوبوں کو پروان چڑھایا جا رہا ہے اور ملک کو معاشی طور پر بیرونی سود خور عالمی مالیاتی اداروں کا محتاج بنانے کے لیے سخت شرائط پر قرضوں کا اجراء اسی صیہونی و نصرانی سازش کی ایک کڑی ہے امریکہ اور روس جیسے ایک دوسرے کے پرانے دشمن اسلام کی قوت سے خائف ہو کر ایک جان ہو چکے ہیں۔ انہیں خوف ہے کہ افغانستان میں اسلامی حکومت کا استحکام وسطی ایشیاء میں کسی نئی اسلامی ریاست کے قیام کا سبب بن سکتا ہے۔

عالم اسلام اس وقت جانکنی کے عالم میں ہے۔ کفریہ طاقتیں امتِ مسلمہ کو صفحۂ ہستی سے نابود کر دینے کے درپے ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں عربوں سے اسرائیل کی حاکمیت و بالادستی کو منوانے کے لیے امریکی و یورپی سفارت کاروں نے اپنی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔ تاکہ اسرائیل کو تمام خطرات سے آزاد کرا کے دنیائے عرب کو اس کے

آ گے سرنگوں کر دیا جائے۔ شرقِ اوسط میں امریکی فوجوں کی موجودگی مستقبل میں کسی بڑے خطرے کے رونما ہونے کی خبر دیتی ہے۔ اس پر بھی اور اس کے حلیف مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دینے کے لیے پورے زور وشور سے پروپیگنڈا مہم چلا رہے ہیں۔ کشمیر میں ہندو بنیے کا ظلم، چیچنیاء میں روس کا جبر واستبداد، فلسطین میں اسرائیل کی خون آشامی اور الجزائر میں خونِ مسلم کی ارزانی ''مہذب'' دنیا کو دہشت گردی محسوس نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنے دفاع میں لڑنے والے مظلوم و مسلمان ہی دہشت گرد ٹھہرائے جا رہے ہیں۔ سوڈان اور افغانستان کے شہریوں پر پھینکے جانے والے امریکی میزائل کیا دہشت گردی کے زمرے میں نہیں آتے؟ عراق کے معصوم شہریوں پر ناروا پابندیاں کن انسانی حقوق کے تحفظ کی مظہر ہیں اور لیبیا پر برسوں سے عائد پابندیاں کس انصاف کی غماز ہیں؟

اقوام متحدہ کا جانبدارانہ کردار اب ڈھکی چھپی بات نہیں رہی۔ اب اقوام متحدہ مکمل امریکی کنیز بن چکی ہے۔ بوسنیا میں سربوں نے ظلم و درندگی کا جو بازار گرم کیا، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ لیکن اقوام متحدہ نے یہ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی کوسوو میں نیٹو افواج داخلے کے بعد سربیا کو جنگی نقصانات کی تلافی کے لیے کروڑوں ڈالر کی امداد مہیا کی۔ جبکہ سابق امریکی صدر بل کلنٹن نے صدارت کے آخری دنوں میں سربیا پر عائد بین الاقوامی پابندیاں بھی ختم کر ڈالیں دوسری طرف افغانستان پر پابندیاں لگتے ہی امریکہ اور یورپ کے 74 امدادی ادارے یکلخت افغانستان سے نکل گئے۔ جہاں خشک سالی سے پانچ لاکھ افراد بے گھر ہو چکے ہیں اور اقوام متحدہ کے نمائندے ایرک ڈی مل کے مطابق ان تازہ پابندیوں سے صرف تین دنوں میں پانچ سو افراد جاں بحق ہوئے''۔ اور اموات کا یہ سلسلہ پھیلتا جا رہا ہے لیکن عالمی ضمیر کے بے ضمیر دعویداروں کے دلوں میں افغانی مسلمانوں کی حالتِ زار پر کوئی بھی انسانی جذبۂ ہمدردی انگڑائی نہیں لیتا۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ افغانستان کے غیرت مند فرزندانِ اسلام نے اللہ کی مطلق العنانیت اور حاکمیتِ اعلیٰ کے سوا کسی دوسرے کو حاکمِ مطلق ماننے سے انکار کیا ہے امریکی سرکار شاید افغانستان کی تاریخ سے واقف نہیں ہے کہ اس سے کہیں پہلے برطانوی استعمار نے افغانستان کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی، لیکن انہیں خود کفِ افسوس ملتے ہوئے برعظیم سے بوریا بستر باندھ کر جانا پڑا بعد ازاں روسی سرخ عفریت افغانستان پر قبضے کی خواہش میں اپنے ہی زخم چاٹنے پر مجبور ہو گیا۔ اور اب امریکہ افغان انقلابیوں کے فولادی وجود سے ٹکرانے کے درپے ہے۔ بہت جلد اسے بھی ناکامی و نامردی کا سامنا کرنا پڑے گا اور پھر دنیا گلوبل ویلیج اور نیو ورلڈ آرڈر کے امریکی خواب مٹی میں ملتے دیکھے گی۔ بعض کوڑھ مغز اور کور بصر دانشوروں کے نزدیک ہم فقیروں کی یہ بات مجذوب کی بڑ ہو گی۔ لیکن آنے والے ایام میں اس کا فیصلہ تاریخ کی میزان پر ہو کر رہے گا۔ (انشاء اللہ)

علاوہ ازیں عالم اسلام کے لیے بھی یہ فیصلہ کن موڑ ہے کہ اب جبکہ عالم کفر اسلام کے خلاف ایکا کر چکا ہے اپنی صفوں کو مضبوط کر کے ملّت اسلامیہ اپنے ناقابلِ تسخیر ہونے کا مظاہرہ کر سکتی ہے اور دنیا کی امامت و تاجوری پھر سے اس کا مقدر بن سکتی ہے۔

محمد عمر فاروق

قلم کی حرمت

ان دنوں صحافت کے موضوع پر کئی ورکشاپیں منعقد ہوئی ہیں۔ جن میں مقررین کے خطبات کا مرکزی نقطۂ خیال موجودہ دور میں صحافت اور صحافی کا کردار رہا۔ جدید صحافت ماضی کی صحافتی روایات سے بالکل مختلف صورت اختیار کر چکی ہے۔ مادیت کی دوڑ نے جس طرح تمام ریاستی و معاشرتی اداروں کو تلپٹ کر کے رکھ دیا ہے۔ اسی طرح میدانِ صحافت کے اصول اور ضابطے بھی پامالیوں کی زد سے نہ بچ سکے۔ جو نتیجہ ہے، حکمرانوں کی خوشامد پسند طبع اور شخصی تشہیر کی منہ زور خواہش کا! جن کے حکم و ارادے کی بجا آوری میں زرد صحافت کے علمبردار، ابن الوقت صحافیوں نے حق و صداقت پر مبنی صحافت کا گلا گھوٹنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ لیکن کئی سر پھرے صحافی خدا خوفی کے پیش نظر حق گوئی اور حق پژوہی کا پھریرا لہرا کر سچائیوں بھری صحافت کی شان اور اس کا مان برقرار رکھے ہوئے ہیں جو فی الحقیقت قلم کے مزدور ہیں اور انہی کے دم سے حقیقی صحافت کا بھرم قائم ہے۔ وہ ''لفافوں'' اور تحائف سے بے نیاز ہو کر ضمیر کی آواز پر قلم اٹھاتے ہیں اور نتائج سے بے پرواہ ہو کر کلمۂ حق کہنا جہاد سمجھتے ہیں بخدا یہی مردانِ حق اس عہد نا پرساں میں قرطاس و قلم کی آبرو ہیں۔

قارئین محترم! اب جبکہ صحافت ایک صنعت میں تبدیل ہو چکی ہے۔ اصول و ضوابط کے وہ اخلاقی رشتے اتنے مضبوط نہیں رہے جو گزشتہ دور میں بزرگ صحافیوں کے نزدیک طرّہ امتیاز گردانے جاتے تھے۔ ابوالکلام آزادؒ، حسرت موہانیؒ، محمد علی جوہرؒ، ظفر علی خانؒ، غلام رسول مہرؒ، عبدالمجید سالکؒ، افضل حقؒ، چراغ حسن حسرتؒ، مرتضٰی احمد میکشؒ، قاضی عبدالغفارؒ اور متاخرین میں آغا شورش کاشمیریؒ اور حمید نظامی صحافت کے اہم ستون تھے۔ جن کے قلم اور کردار سے اردو صحافت کو عظمت اور وقار ملا۔ یہ حضرات صرف بلند مرتبہ صحافی ہی نہ تھے بلکہ سیاست اور علم و ادب کے گوہر تابدار بھی تھے۔ زبان و املاء کے معاملے میں اس حد تک محتاط تھے کہ بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان نے اپنے بھانجے (ممتاز شاعر اور افسانہ نگار) مہدی علی خان کو اپنے پرچے روز نامہ ''زمیندار'' کے عملے سے اس لیے نکال دیا تھا کہ انہوں نے کسی صاحب کی وفات پر ''فوتید گی'' کی سرخی جمادی تھی یہ بھی ظفر علی خانؒ کا واقعہ ہے کہ مولانا محمد علی جوہرؒ کی وفات پر جب شورش کاشمیریؒ نے ''زمیندار'' میں یہ شہ سرخی لگائی کہ ''مشرق کا سورج مغرب میں غروب ہو گیا'' تو ظفر علی خانؒ نے خوش ہو کر نوٹوں سے بھرا ہوا بٹوا شورشؒ کو انعام کے طور پر عطاء کر دیا تھا۔

یہ وہ عظیم لوگ تھے جو حکومتِ وقت کو کبھی خاطر میں نہ لائے اپنے اخبار میں شائع ہونے والے ایک ایک لفظ کی ذمہ داری خود اٹھاتے اور حکام سے اصولوں کی خاطر بھڑ جایا کرتے تھے۔ مولانا حسرت موہانیؒ آزادی سے بہت عرصہ پہلے صحافت کی خارزار وادی میں بھی بادیہ پیمائی کرتے رہے جب برطانوی استعمار نے ان کی تند و تیز تحریروں سے زچ ہو کر پریس مالکان کو ان کے پرچے کی اشاعت سے روک دیا تو انہوں نے لکڑی کا ایک دستی پریس بنا لیا اور اپنے رسالے کی خود ہی کتابت کرنے اور اسے چھاپنے کا سلسلہ اس وقت تک جاری رکھا کہ جب تک انہیں گرفتار کر کے جیل نہ بھیج دیا گیا اتنے سچے اور اجلے کردار کا مظاہرہ کوئی ایسا باہمت اور بے نفس ہی کر سکتا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ نے روزنامہ ''الہلال'' میں اپنے ایک مقالۂ خصوصی میں لکھا تھا کہ ''اخبار نویس کے قلم کو ہر قسم کے دباؤ سے آزاد ہونا چاہیے اور چاندی اور سونے کا تو سایہ بھی اس کے لیے سمِ قاتل ہے جو اخبار نویس رئیسوں کی فیاضیوں اور امیروں کے عطیوں کو قومی امانت و قومی عطیہ اور اس طرح کے فرضی ناموں سے قبول کر لیتے ہیں وہ بہ نسبت اس کے کہ اپنے ضمیر اور نورِ ایمان کو بیچیں، بہتر ہے کہ دریوزہ گری کی جھولی گلے میں ڈال کر اور قلندروں کی کشتی کی جگہ قلمدان لے کر رئیسوں کی ڈیوڑھیوں پر گشت کریں اور ہر گلی، کوچہ ''کام ایڈیٹر کا'' کی صدا لگا کر خود اپنے تئیں فروخت کرتے رہیں ہمارے عقیدے میں تو جو اخبار اپنی قیمت کے سوا کسی انسان یا جماعت سے کوئی اور رقم لینا جائز سمجھتا ہے۔ وہ اخبار نہیں بلکہ اس فن کے لیے دھبہ اور سرتا سر عار ہے۔''

اس تابناک دور میں صحافت واقعتاً عبادت کی ہم معنیٰ سمجھی جاتی تھی اور قلم کی حرمت کو ماں، بہن کی عصمت سے زیادہ عزیز جاننے والے دیوانے موجود تھے۔ اقتدار کے نشے میں بدمست حکمرانوں کے خوف اور ذاتی نقصان کی پروا کیے بغیر حق و صداقت کا واشگاف اظہار کیا جاتا تھا۔ کیا کیا آزمائشیں تھیں جو ان پر نہ آئیں پریس ضبط ہوئے، اخبار بند ہوئے، جائیدایں کرک کر ڈالی گئیں اور قید و بند دار و رسن کے مرحلے درپیش ہوئے مگر مجال ہے کہ ان عزم و استقلال کے حاملین کی پیشانی پر کبھی بل بھی آیا ہو۔ یہ بے نیازی اور بے پروائی تبھی پیدا ہو سکتی ہے جب دل و دماغ سچائی پر کاربند اور قلم حقیقتوں کا منادہو۔

روزنامہ کامریڈ، ہمدرد، زمیندار، ستارۂ صبح، مجاہد، آزاد اور احرار جیسے قومی اخبارات بارہا بندشوں کا شکار ہوئے لیکن ان اخبارات سے آزادیٔ وطن کے لیے جوش و جذبہ اور فکر و شعور کی جو فضاء تیار ہوئی تھی اس نے فرنگیوں کے سیلِ بے پناہ کا رخ پھیر دیا تھا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جیسے انگریز دشمن، حریت پسند رہنما نے ظفر علی خانؒ کے سامنے اعتراف کیا تھا کہ ''ظفر علی خانؒ! تیرے ستارۂ صبح نے میرے قلب و جگر میں آگ لگا دی تھی''۔

ظاہر و باطن میں صاف و مصفّٰی انسان ہی اپنی گرمئ کردار سے ظلم کے آگے بند باندھ سکتا ہے صحافی کہلانا اور پھر اس کے پردے میں ذاتی مفادات اور مال سمیٹنا صحافت کے چہرے پر کالک ملنے کے مترادف ہے۔ صحافت، سنگھاسن پر بیٹھے ہوئے حکمرانوں کے لیے چراغ راہ کا کام کرتی ہے اور ارباب اختیار کو ان کی غلطیوں اور کمزوریوں کا آئینہ دکھاتی ہے اگر حکومت اور صحافت اپنے اپنے دائرے میں کام کرتی رہیں تو کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا لیکن جب کوئی فریق مداخلت بے جا کرتے ہوئے تمام حدود پھلانگ لے تو محاذ آزائی کا اغاز ہو جاتا ہے۔

عہد موجود اور زمانۂ فرنگ میں زمین آسمان کا فرق ہے ہمارا عہد آزادئ اظہار کا عہد ہے حکومت کا وقتی دباؤ یا عارضی قدغنیں اخبارات کی آزادی رائے کی راہ میں اس انداز میں روڑے نہیں اٹکا سکتیں کہ جس طرح فرنگی بابا کا دستور تھا آج کے دور میں صحافت کا دم بھرنے والے احباب پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ قوم وملک کی راست سمت رہنمائی کریں، سچ کا پرچم کبھی سرنگوں نہ ہونے دیں اور صداقتوں کے نقیب بن کر کذب وافتراء کے قلعے مسمار کرتے رہیں یہ جرأت اور دلآوری جب نصیب ہو جاتی ہے تو پھر سچائی کی روشنی عام ہونے لگتی ہے اور جن کے قلوب و اذھان سچائی کی بنیاد پر سوچنے سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، وہ مولانا ابوالکلام آزادؒ کی طرح روزنامہ ''الہلال'' کی بندش کے بعد ضمانت طلبی کے نوٹس کی پشت پر ہی جواباً یہ لکھنے کی جرأت کر سکتے ہیں:

''حکومت کا ''الہلال'' سے نیک چلنی کی ضمانت طلب کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا رات صبح سے خطاب کر رہی ہو کہ چہرۂ ارضی پر اپنی کرنیں پھیلانے سے پہلے تمہیں ضمانت دینا ہوگی کہ سورج طلوع ہوگا۔ لیکن اس میں روشنی نہیں ہوگی۔ افسوس! کہ جس حکومت سے ہم اس کے نیک چلن ہونے کی ضمانت مانگ رہے ہیں۔ وہ ہم سے نیک چلنی کی ضمانت کا مطالبہ کر رہی ہے۔''

بقیہ از صفحہ ۴۲

۱۰۔ محمد عبداللطیف افضل ''حقیقت الصلوٰۃ'' ادارہ نشریاتِ افضل، محلّہ مستریاں ضلع گجرات

۱۱۔ محمد عبداللطیف افضل ''انتخاب کلامِ افضل'' محلّہ مستریاں ضلع گجرات

۱۲۔۱۳۔ محمد عبداللطیف افضل ''انتخاب کلامِ افضل''، محلّہ مستریاں، ضلع گجرات

۱۴۔۱۵: شاہد محمود کاشمیری، ڈاکٹر ''محمد عبداللطیف افضل ''حق نما'' لاہور ☆ ۱۶۔۱۷۔ یونس بخاری سے بات چیت۔ ''ساکن'' گجرات ☆ ۱۸۔ ذوالکفل بخاری، پروفیسر سے بات چیت، ساکن مہربان کالونی ملتان

۱۹۔ محمد عبداللطیف افضل ''پنج سورہ شریف'' کامران فین انڈسٹری گجرات، جون ۱۹۸۴ء، ص: ۳

(مطبوعہ: شام وسحر، لاہور دسمبر ۱۹۹۹ء)

محمد اظہار الحق

ہرات..... اِک شہر تھا!

لاہور دمشق قاہرہ اور استنبول کے رہنے والو! خدا تمہارے شہروں کو سلامت رکھے! کبھی ہرات بھی تمہارے شہروں ہی کی طرح زندگی سے معمور تھا۔

ہرات جو سلسلہ سفید کوہ کے جنوب میں اس جگہ واقع ہے جہاں سے کبھی کرہ ارض کی دو عظیم شاہراہیں گزرتی تھیں۔ایک جو تبریز اور مشہد سے آتی تھی اور ہرات سے ہوتی ہوئی قندھار کے راستے برصغیر کی جنت میں داخل ہو جاتی تھی اور دوسری جو چین سے آتی تھی اور سمرقند اور بخارا کے حیرت کدوں سے گزرتی ہرات رکتی تھی اور ہرات سے دنیا بھر کی وسعتوں کا رخ کرتی تھی۔ ہرات جس کے مکین دنیا کی سب سے زیادہ میٹھی زبان فارسی بولتے ہیں اور جس کے اردگرد کے رہنے والے ترک اور افغان ہیں۔

ہرات شہر نہیں تھا ہیرا تھا اور کون سا حکمران تھا جو اس ہیرے کو اپنے تاج پر نہیں لگانا چاہتا تھا۔ چوتھی صدی قبل مسیح میں سکندر اعظم نے یہاں قلعہ تعمیر کرایا جو آج بھی موجود ہے۔ گیارہویں اور بارہویں صدی میں سلجوقیوں نے جنہوں نے محمود غزنوی کے وارثوں کا تختہ الٹا تھا ہرات پر حکومت کی۔ پھر غوری آئے تو ہرات ان کے لئے بھی زندگی اور موت کا مسئلہ تھا۔ پھر اس پر خوارزم شاہ کا جھنڈا لہرانے لگا۔ پھر تاتاریوں کا سیلاب آیا اور دنیائے اسلام کے جن حصوں کو بہا لے گیا ان میں ہرات بھی شامل تھا۔ چنگیز خان نے شہر کو اپنے بیٹے کی تحویل میں دے دیا۔ اہل ہرات نے بغاوت کی اور شہر واپس چھین لیا۔ چنگیز خان کی آنکھوں میں خون اتر آیا اس نے اسی ہزار تاتاریوں کے ساتھ چھ ماہ تک شہر کا محاصرہ کیا اور پھر وہ تباہی آئی کہ صرف چالیس شہری زندہ بچے۔ چودھویں صدی کے اواخر میں تیمور لنگ نے اسے کھنڈر میں تبدیل کر دیا لیکن خدا کی قدرت کہ کھنڈر بنانے والے تیمور ہی کے بیٹے (شاہ رخ) نے اسے نکتہ کمال پر پہنچایا۔

تیموریوں کے عہد میں ہرات تمدن کے عروج پر تھا۔ شہرہ آفاق شاعر جامی اور عظیم مصور بہزاد اسی زمانے میں ہرات میں پیدا ہوئے اور آج تک زمانے پر چھائے ہوئے ہیں۔ مسجد جامی آج بھی وہی طمطراق لئے ہوئے ہے اور جامی کے مزار پر پستے کا ایک تنہا درخت اب بھی ثابت قدمی سے کھڑا ہے۔ شاہ رخ کی ملکہ گوہر شاد کا تعمیر کردہ کمپلکس ہرات کے ثقافتی معراج کا نشان تھا اس میں یونیورسٹی بھی تھی اور عالی شان مسجد بھی۔ اس کمپلکس کو مورخ ایشیا کی سب سے زیادہ مسحور کن اور سب سے زیادہ اثر آفریں عمارت قرار دیتے تھے اس کے بارہ میناروں میں سے چھ مینار اس وقت موجود ہیں۔

پھراب انیسویں صدی میں زار روس نے تو قند تاشقند بخارا اور جنیوا سمیت پورے وسط ایشیاء پر قبضہ کرلیا اور روسی جرنیل فرغانہ کی جامع مسجد میں سجدہ کناں معززین کی گردنوں پر پاؤں رکھ کر چلا تو یہ ہرات ہی تھا جو روسی وسط ایشیا اور برطانوی ہند کے درمیان حد فاصل بنا۔ روسی ہرات کے شمال میں سومیل کے فاصلے پر رک گئے اور یہ طے پا گیا کہ ہرات پر قبضہ ہندوستان پر حملے کرنے کے مترادف ہوگا۔ ہرات ہندوستان کی کلید تھا ایران کی افواج کو بھی انگریزی حکومت نے ہرات پر ہی روکا اور وہیں سے واپس بھیج دیا۔

چند سال پہلے تک بھی ہرات کے کشادہ بازار ہاتھ سے بنی ہوئی قالینوں پارچہ جات چاول غلے تیلوں کے بیج قراقلی کھالوں اور نیلے رنگ کے بلور (Crystal) سے بھرے ہوئے تھے۔

لاہور دمشق قاہرہ اور استنبول کے رہنے والو! خدا تمہارے شہروں کو سلامت رکھے۔ کبھی ہرات بھی تمہارے شہروں ہی کی طرح زندگی سے معمور تھا۔ لیکن آج ہرات میں موت بٹ رہی ہے۔ خوف زدہ افغان ہرات کی طرف بھاگ رہے ہیں قحط جنگ اور ردبا ان کے تعاقب میں ہے ہر لحظہ پھسلتی زندگی کو سینے سے بھینچتے ہوئے بوڑھوں بچوں اور عورتوں کے منہ پر موت کی زردیاں رقص کر رہی ہیں۔ چھ کیمپ کھچا کھچ بھر چکے ہیں ساتواں بھر رہا ہے۔ ایک رات جب برف شدت سے پڑی اتنی شدت سے کہ گزشتہ کئی سال اس طرح نہیں پڑی تھی تو صبح کے وقت لوگ منجمد ہو چکے تھے اور حرکت تک کرنا ناممکن تھا۔ بے شمار بچے منجمد حالت میں موت کے گھاٹ اتر گئے۔ روئی والی رضائیوں اور جلنے والی لکڑیوں کا تو یہ لوگ سوچ بھی نہیں سکتے۔

ہرات سے ایران جانے والی شاہراہ، اسلام قلعہ روڈ پر واقع کیمپ میں تین قبرستان دن بدن بڑے ہو رہے ہیں اور اے لاہور دمشق قاہرہ اور استنبول کے رہنے والو! خدا تمہارے بچوں کو سلامت رکھے، ان قبرستانوں میں سب سے زیادہ قبریں بچوں کی ہیں۔ چھوٹے بچوں کی ننھی منی قبریں۔ یہ وہ بچے ہیں جو دودھ کے لئے بلکتے رہے اور ان کے ننھے ننھے ہاتھ ہمک ہمک کر آسمان کی طرف اٹھتے رہے اور جن کے ماں باپ ان کا ذکر کرتے ہوئے بچوں کی طرح بلکنے لگتے ہیں۔

پینے کا پانی ہے نہ دوائیں۔ کبھی تین دن میں چار سو اسی افراد مرتے ہیں اور کبھی صرف ایک رات میں ایک سو دس۔ جن خیموں میں سترہ سو افراد کی گنجائش ہے وہاں پانچ ہزار ٹھنسے ہوئے ہیں۔ درجہ حرارت منفی پچیس ہے۔ بھوک سردی اور موت چاروں طرف برہنہ ناچ رہی ہے۔ ہیبت زدہ لوگ چیتھڑے اوڑھے فاریاب اور بادغیس کے برف سے ڈھکے پہاڑوں کو عبور کر کے ہرات میں داخل ہو رہے ہیں اور پلاسٹک کے خیموں میں موت کے گھاٹ اتر رہے ہیں۔ خدا کے لئے ہرات کی خبر گیری کرو۔ کبھی یہ بھی تمہارے شہروں ہی کی طرح زندگی سے معمور تھا۔ (مطبوعہ روزنامہ جنگ لاہور ۲۶ فروری ۲۰۰۱ء)

محمد عطاء اللہ صدیقی

ویلنٹائن ڈے .... یومِ اوباشی

مغربی ذرائع ابلاغ کی تعلیمات و ہدایات کے زیر اثر ہمارے ہاں تواتر سے طبقۂ اشراف سے تعلق رکھنے والا ایک جنونی گروہ پروان چڑھ رہا ہے جس نے تہذیبِ مغرب کی بھونڈی نقالی کو ہی اپنا ایمان بنا رکھا ہے۔ اپنے آپ کو ماڈرن، سمجھنے اور دکھانے کا انہوں نے واحد اسلوب ہی یہ سمجھ رکھا ہے کہ اہل مغرب سال بھر میں جو جو تقریبات منائیں، ان کے قدم بہ قدم بلکہ سانس بہ سانس اس شاغلانہ ہنگامہ آرائی میں دیوانہ وار شامل ہو جائیں۔ انہیں اس بات سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ آخر مغربی تہواروں کا پس منظر کیا ہے؟ ان کے لئے تو بس یہی امر ہی کافی ہے۔ کہ وہ CNN یا کسی اور ذریعۂ ابلاغ پر ایک جھلک دیکھ لیں یا معمولی سی خبر سن لیں کہ فلاں تاریخ کو مغرب کی جدید و جواں نسل کوئی تہوار منا رہی ہے۔ اس جدیدیت گزیدہ طبقہ کو تو تہوار منانے کا کوئی نہ کوئی بہانہ چاہیئے۔

نہ یہ ہندوؤں کے دیوالی، ہولی اور بسنت کے تہواروں کو معاف کرتے ہیں، نہ عیسائیوں کے کرسمس یا دیگر تہواروں میں شریک ہونے میں کوئی عیب سمجھتے ہیں۔ بظاہر یہ مسلمانوں کی اولاد ہیں، لیکن مسلمانوں کے اصل تہوار یعنی عیدین کے موقعوں پر ان کے جذبات میں کوئی خاطر خواہ تحریک ہوتی ہے، نہ انہیں منانے میں انہیں کوئی لطف آتا ہے۔ بلکہ ان اسلامی تہواروں کو تو وہ، عامی، مسلمانوں کا ہی تہوار سمجھتے ہیں، جن میں شریک ہونا ان کی کھوکھلی اشرافیت اور سطحی جدیدیت کے تقاضوں کے منافی سمجھا جاتا ہے۔ ان شریف زادوں کے روشن دماغ میں یہ سوال کبھی نہیں ابھرتا کہ گلوبل کلچر، میں ان کی شرکت یکطرفہ اور غلامانہ کیوں ہے؟ تقریبات منانے کے شغل کو یہ وسعت ظرفی اور روشن خیالی سمجھتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنے ممدوح اہل مغرب سے بھی بڑھ کر وسیع المشرب اور روشن خیال ہیں کیونکہ انہوں نے تو کبھی مسلمانوں کے تہواروں میں اس جوش و خروش سے حصہ نہیں لیا۔

جس 'ویلنٹائن ڈے' کو منا منا کر ہمارے بعض ''محبت کے متوالے'' ہلکان ہوتے رہے ہیں، وہ ''تقریب شریف'' تو اہل مغرب کے لئے بھی بدعتِ جدیدہ کا درجہ رکھتی ہے۔ ماضی میں یورپ میں بھی اس کو منانے والے نہ ہونے کے برابر تھے، اس دن کے متعلق مغربی ذرائع ابلاغ بھی اس قدر حساس نہیں تھے۔ اگر یہ کوئی بہت اہم یا ہر دلعزیز تہوار ہوتا تو انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا میں اس کا ذکر محض چار سطور پر مبنی نہ ہوتا، جہاں معمولی معمولی واقعات کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا میں سینٹ ویلنٹائن کے متعلق چند سطریں تعارف کے بعد 'ویلنٹائن ڈے' کے متعلق تذکرہ محض ان الفاظ میں ملتا ہے۔

''سینٹ ویلنٹائن ڈے'' کو آجکل جس طرح عاشقوں کے تہوار (Lover's Fesitival) کے طور پر منایا جاتا ہے یا ویلنٹائن کارڈز بھیجنے کی جونئی روایت چل نکلی ہے، اس کا سینٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق یا تو رومیوں کے دیوتا او پر کالیا کے حوالہ سے پندرہ فروری کو منائے جانے والے تہوار بارآوری یا پرندوں کے ''ایامِ اختلاط'' (Meeting Season) سے ہے۔''

گویا اس مستند حوالہ کی کتاب کے مطابق اس دن کو سینٹ سے سرے سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ بعض رومانویت پسند ادیبوں نے جدت طرازی فرماتے ہوئے اس کو خواہ مخواہ سینٹ ویلنٹائن کے سرتھوپ دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ نے ماضی میں کبھی بھی اس تہوار کو قومی یا ثقافتی تہوار کے طور پر قبول نہیں کیا البتہ آج کے یورپ کے روایت شکن جنونیوں کا معاملہ الگ ہے۔

ایک اور انسائیکلو پیڈیا'' بک آف نالج'' میں اس دن کے بارے میں نسبتاً زیادہ تفصیلات ملتی ہیں مگر وہ بھی تہائی صفحہ سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس کی پہلی سطر ہی رومان انگیز ہے۔ ''۱۴ فروری محبوبوں کے لئے خاص دن ہے'' اس کے بعد وہی پرندوں کے اختلاط کا ملتا جلتا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے:

''ایک وقت تھا کہ اسے سال کا وہ وقت خیال کیا جاتا تھا جب پرندے صنفی مواصلت کا آغاز کرتے ہیں اور محبت کا دیوتا نوجوان مردوں اور عورتوں کے دلوں پر تیر برسا کر انہیں چھلنی کرتا ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے تھے کہ ان کے مستقبل کی خوشیاں ویلنٹائن کے تہوار سے وابستہ ہیں''۔

اس انسائیکلو پیڈیا میں 'ویلنٹائن ڈے' کا تاریخی پس منظر یوں بیان کیا گیا ہے:

''ویلنٹائن ڈے'' کے بارے میں یقین کیا جاتا ہے کہ اس کا آغاز ایک رومی تہوار لوپر کالیا (Luper Calia) کی صورت میں ہوا۔ قدیم رومی مرد اس تہوار کے موقع پر اپنی دوست لڑکیوں کے نام اپنی قمیصوں کی آستینوں پر لگا کر چلتے تھے۔ بعض اوقات یہ جوڑے تحائف کا تبادلہ بھی کرتے تھے۔ بعد میں جب اس تہوار کو سینٹ ویلنٹائن کے نام سے منایا جانے لگا تو اس کی بعض روایات کو برقرار رکھا گیا۔ اسے ہر اس فرد کے لئے اہم دن سمجھا جانے لگا جو رفیق یا رفیقۂ حیات کی تلاش میں تھا۔ سترہویں صدی کی ایک پرامید دوشیزہ سے یہ بات منسوب ہے کہ اس نے ویلنٹائن والی شام کو سونے سے پہلے اپنے تکیے کے ساتھ پانچ پتے ٹانکے۔ اس کا خیال تھا کہ ایسا کرنے سے وہ خواب میں اپنے ہونے والے خاوند کو دیکھ سکے گی۔ بعد ازاں لوگوں نے تحائف کی جگہ ویلنٹائن کارڈز کا سلسلہ شروع کر دیا''

۱۴ ،فروری کو سینٹ ویلنٹائن سے منسوب کیوں کیا جاتا ہے؟ اس کے متعلق کوئی مستند حوالہ تو موجود نہیں ہے البتہ ایک غیر مستند خیالی داستان پائی جاتی ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں روم میں ویلنٹائن نام کے ایک پادری تھے جو ایک راہبہ (Nun) کی زلفِ گرہ گیر کے اسیر ہوئے۔ چونکہ عیسائیت میں راہبوں اور راہبات کے لئے نکاح ممنوع تھا اس لئے ایک دن ویلنٹائن صاحب نے اپنی معشوقہ کی تشفی کے لئے اسے بتایا کہ اسے خواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ۱۴ ،فروری کا دن ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی راہب یا راہبہ صنفی ملاپ بھی کرلیں تو اسے گناہ نہیں سمجھا جائے گا۔ راہبہ نے ان پر یقین کیا اور دونوں جوشِ عشق میں یہ سب کچھ کر گزرے۔

کلیسا کی روایات کی یوں دھجیاں اڑانے پر ان کا حشر وہی ہوا جو عموماً ہوا کرتا ہے یعنی انہیں قتل کر دیا گیا۔ بعد میں کچھ منچلوں نے ویلنٹائن صاحب کو ''شہید محبت'' کے درجہ پر فائز کرتے ہوئے ان کی یاد میں دن منانا شروع کر دیا۔ چرچ نے ان خرافات کی ہمیشہ مذمت کی اور اسے جنسی بے راہ روی کی تبلیغ پر مبنی قرار دیا۔

یہی وجہ ہے کہ گذشتہ سال بھی عیسائی پادریوں نے اس دن کی مذمت میں سخت بیانات دیئے۔ بنکاک میں تو ایک عیسائی پادری نے بعض افراد کو لے کر ایسی دکان کو نذرِ آتش کر دیا جس پر ''ویلنٹائن کارڈ'' فروخت ہو رہے تھے۔

آج کل یورپ و امریکہ میں ویلنٹائن ڈے کیسے منایا جاتا ہے اور اس کو منانے والے دراصل کون ہیں؟ اس کی تفصیلات جاننے کے بعد اس دن کو محض یوم محبت، سمجھنا درست نہیں ہے۔ یہ تہوار ہر اعتبار سے یومِ اوباشی یا یومِ اباحیت کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ مغرب میں ''محبت'' کا تصور و مفہوم یکسر مختلف ہے۔ جس جذبے کو وہاں ''محبت'' (Love) کا نام دیا جاتا ہے، وہ درحقیقت بوالہوسی (Lust) ہے۔ مغرب کے تہذیبی اہداف میں جنسی ہوس ناکی اور جنسی باؤلا پن کی تسکین کی خاطر مرد وزن کے آزادانہ اختلاط کو بھرپور ہوا دینا ہے۔ اس معاشرے میں عشق اور فسق میں کوئی فرق روا نہیں رکھا جاتا۔ مرد وزن کی باہمی رضامندی ہر طرح کی شہوت رانی اور زنا کاری وہاں ''محبت'' (Love) ہی کہلاتی ہے۔ اسی طرح ویلنٹائن ڈے منانے والوں کی جانب سے ''محبت'' (Love) کا لفظ جنسی بے راہ روی کے لئے بطور استعارہ استعمال ہوتا ہے۔

ہمارے ایک فاضل دوست جو نہ صرف امریکہ سے بین الاقوامی قانون میں پی ایچ ڈی کر کے آئے ہیں۔ بلکہ وہاں ایک معروف یونیورسٹی میں پڑھانے کا اعزاز بھی رکھتے ہیں، انہوں نے اپنے چشم دید واقعات کی روشنی میں اس کا پس منظر بیان کیا کہ حالیہ برسوں میں امریکہ اور یورپ میں اس دن کو جوش وخروش سے منانے والوں میں ہم جنس پرستی میں مبتلا نوجوان لڑکے (Gay) اور لڑکیاں پیش پیش تھیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں

نے سان فرانسسکو میں ویلنٹائن ڈے کے کر موقع پر ہم جنس پرست خواتین و حضرات کے برہنہ جلوس دیکھے۔ جلوس کے شرکاء نے اپنے سینوں اور اعضائے مخصوصہ پر محبوبوں کے نام چپکا رکھے تھے۔ وہاں یہ ایسا دن سمجھا جاتا ہے جب ''محبت'' کے نام پر آوارہ مرد اور عورتیں جنسی ہوس نا کی کی تسکین کے شغل میں غرق رہتی ہیں۔ جنسی انارکی کا بدترین مظاہرہ اسی دن کیا جاتا ہے۔ ہمارے یہ دوست آج کل لاہور میں ایک پرائیویٹ لاء کالج کے پرنسپل ہیں۔ ایک جدید، روشن خیالی اور وسیع المطالعہ شخص ہونے کے ساتھ ساتھ انہوں نے پاکستان میں ''ویلنٹائن ڈے'' منانے والوں کی عقل پر ماتم کرتے ہوئے کہا ہے ''میرا جی چاہتا ہے کہ اس دن کو منانے کے لئے جہاں جہاں اسٹال لگائے گئے ہیں، انہیں آگ لگا دوں''

قدیم رومی کلچر کی روایات ہوں یا جدید مغرب کا اسلوبِ جنس پرستی، ان کا ہماری مذہبی تعلیمات تو ایک طرف، مشرقی کلچر سے بھی دور کا واسطہ نہیں ہے۔ قدیم روم میں اس تہوار کو ''خاوند کے شکار'' کا دن سمجھا جاتا تھا۔ ہمارے ہاں کسی عورت کے لئے مارکیٹ میں خاوند کی تلاش میں نکل کھڑے ہونا بے حمیتی اور بے غیرتی کی بات سمجھی جاتی ہے۔ ہمارے خاندانی نظام میں عورت کو جو احترام حاصل ہے اس کے پیش نظر اس کی شادی بیاہ کا اہتمام اس کے خاندان کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے۔

''ویلنٹائن ڈے'' ہر اعتبار سے ''یومِ اوباشی'' ہے۔ اس کا اصل مقصود عورت اور مرد کے درمیان ناجائز تعلقات کو فروغ دینا بلکہ تقدس عطا کرنا ہے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے ہاں نوجوان نسل کو اس خرافات کے مضمرات سے آگاہ نہیں کیا جارہا۔ اخبارات میں اس یوم کے حوالے سے منعقدہ تقریبات کو جس طرح 'کوریج' دی جاتی ہے۔ اس سے اس کے مزید بڑھنے کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔ ہمارے وہ دانشور جو اسلامی کلچر کے مقابلے میں برصغیر کے قدیم کلچر کے احیا کا پرچار کرتے ہیں، مغربی تہذیب کے اس حیا سوز تہوار کے خلاف آخر خاموش کیوں ہیں؟ ہندوستان کی بعض ہندو تنظیموں بشمول کانگریس نے سابقہ سال ''ویلنٹائن ڈے'' کے خلاف احتجاجی مظاہرے کئے لیکن ہمارے ہاں مذہبی تنظیموں اور مقامی کلچر سے ''محبت'' کرنے والے دانشوروں نے اس طرح کے مظاہرے نہیں کئے۔ ان کی خاموشی کو کیا نیم رضا سمجھا جائے؟ ۔۔۔۔۔ مغرب کی ثقافتی استعماریت کا اس قدر غلبہ ہے کہ ہماری قوم کے اندر بے حسی پیدا ہوتی جارہی ہے!!

گذشتہ سال ''ویلنٹائن ڈے'' کے موقع پر بعض اسلامی ممالک میں اجتماعی شادی کی تقریبات منعقد کی گئیں۔

ایک تقریب نامسعود کی پیروی کسی بھی طرح مستحسن اقدام نہیں ہے۔ ہمارے صالح فکر و دانشوروں کا فرض ہے کہ وہ پاکستان میں ''ویلنٹائن ڈے'' منانے والے نوجوانوں کی اصلاح کا فریضہ انجام دیں۔ ایسے افراد کی بھرپور مذمت کرنی چاہیے جو ایسی خرافات کو رواج دینے کا باعث بنتے ہیں۔ اسلام میں نہ تو اجتماعی شادیوں پر کوئی پابندی ہے اور نہ ہی میاں بیوی کے درمیان محبت کے اظہار پر کوئی بندش ہے لیکن اس کے لئے ایک ایسے دن کا انتخاب کرنا جو مغرب کی جنس پرست تہذیب کا علامتی اظہار بن چکا ہے، کسی بھی اعتبار سے مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ کیا ہمارے ذرائع ابلاغ کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ محض خبروں کی سنسنی خیز اشاعت کے ساتھ ساتھ ایسے مسائل میں پاکستانی قوم کی راہنمائی کا فریضہ بھی ادا کریں؟ دعوتِ فکر ہے ذرائع ابلاغ کے ذمہ داران کے لئے!

بقیہ از صفحہ ۳۱

پر کیا جاتا ہے۔ بظاہر یہ بھی ایک ثقافتی تہوار ہے مگر اس موقع پر ہندو کاشتکار برہمنوں کو گندم کے نذرانے دیتے ہیں اور دیوتاؤں سے گندم کی فصل کے زیادہ ہونے کی دعائیں کی جاتی ہیں۔ چونکہ ہندومت کے بارے میں عام لوگوں کو بہت زیادہ معلومات نہیں ہیں' اسی لئے ہندوؤں کے تہواروں کے مذہبی پس منظر کا انہیں علم نہیں ہے۔ یہ بھی جہالت جدیدہ کی صورت ہے کہ کسی چیز کے بارے میں علم نہ ہونے کے باوجود اس کے متعلق قطعی رائے کا اظہار کر دیا جاتا ہے۔ جو لوگ بسنت کو محض موسمی اور ثقافتی تہوار کہنے پر اصرار کرتے ہیں، وہ بھی اسی لاعلمی کا شکار ہیں۔ وہ جان بوجھ کر اس لاعلمی کا شکار رہنا چاہتے ہیں، تو یہ ان کا اپنا انتخاب ہے مگر انہیں رائے عامہ کو گمراہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

آج کل بسنت اور پتنگ بازی کو لازم و ملزوم تصور کیا جاتا ہے، حالانکہ قدیم تاریخ میں بسنت کے تہوار کے ساتھ پتنگ بازی کا ذکر نہیں ملتا۔ آج جس انداز میں بسنت منانے کا مطلب ہی پتنگ بازی لیا جاتا ہے یہ تصور بہت زیادہ پرانا نہیں ہے۔ مزید برآں بسنت کے موقع پر پتنگ بازی کا شغل بھی لاہور اور اس کے گرد و نواح میں برپا کیا جاتا ہے اس کا اہتمام ہندوستان یا پنجاب کے دیگر علاقوں میں اس انداز سے نہیں کیا جاتا۔ آج سے دس پندرہ سال پہلے پنجاب کے قدیم ترین شہر ملتان میں بسنت کے موقع پر پتنگ بازی کا تصور تک نہیں تھا، یہی صورت بہاولپور، ڈیرہ غازی خان راولپنڈی اور سرگودھا جیسے بڑے شہروں کی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر لاہور میں بسنت کے موقع پر پتنگ بازی کا شغل اس قدر جوش و خروش سے کیوں برپا کیا جاتا ہے۔ تاریخ اور مذہب کے آئینے میں جھانک کر اس سوال کا جواب تلاش کرنا ضروری ہے۔

محمد عطاء اللہ صدیقی

قاتل بسنت!

ایک گستاخ رسول ہندو نوجوان حقیقت رائے دھری کی یاد میں آج سے تقریباً دوسو سال پہلے شروع ہونے والے بسنت کا تہوار اب محض تفریح نہیں رہا بلکہ اپنی تباکاریوں کے اعتبار سے ''قاتل بسنت'' کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اخبارات میں بسنت کے نتیجہ میں ہونے والی قیمتی جانوں کے ضیاع کی لرزہ خیز خبریں شائع ہو رہی ہیں۔ ۱۲فروری ۲۰۰۱ء کے قومی اخبارات میں مختلف واقعات میں تین اموات رپورٹ ہوئی ہیں۔ پہلے خبر ایک تین سالہ معصوم بچے کی ہے جو پتنگ کی ڈور سے شہ رگ کٹنے کی وجہ سے ہلاک ہو گیا۔ تفصیلات کے مطابق نیو اسلامیہ پارک کا رہائشی اشفاق احمد اپنے دوست کی عیادت کر کے گھر واپس آ رہا تھا اور تین سالہ عبداللہ یاسر موٹر سائیکل کی ٹینکی پر بیٹھا تھا کہ کوئی پتنگ کی تیز دھار ڈور نے اس کی زندگی کی ڈور کاٹ دی۔ معصوم بچہ اپنے باپ کی گود میں تڑپ تڑپ کر دم توڑ گیا۔ بدنصیب باپ اپنے لخت جگر کی کٹی ہوئی شہہ سے بہتے لہو کو ہاتھ رکھ کر روکنے کی کوشش کرتا رہا بچے کو شیخ زید ہسپتال لایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکا۔ معصوم عبداللہ یاسر کی لاش گھر پہنچی وہاں کہرام برپا ہو گیا۔ (روز نامہ ''نوائے وقت'' جنگ، انصاف ۱۲فروری ۲۰۰۱ء) بچے کی والدہ صبیحہ بیگم جو انتہائی متقی اور پارسا خاتون ہیں اور محلے کی بچیوں کو فارغ اوقات میں قرآن و حدیث کی تعلیم دیتی ہیں، اچانک اپنے لخت جگر کی اس حادثاتی موت کا سن کر حواس باختہ ہو گئیں۔ بدقسمت ماں کی آہ وزاری اور بین ڈالنے کی آنکھوں دیکھا حال ایک قریبی ہمسائے ڈاکٹر حافظ فاروق نے راقم الحروف کو سنایا تو رنج والم کی شدید لہر جسم و جاں پر لرزہ طاری کر گئی۔

ایک اور خبر کے مطابق عوامی کالونی کوٹ لکھپت میں اٹھارہ سالہ محنت کش نوجوان شہزاد حسین چھت پر اندھی گولی لگنے سے ہلاک ہو گیا۔ شہزاد حسین چھت پر ڈربے میں کبوتر بند کر رہا تھا۔ اس وقت مختلف اطراف پر پتنگ باز ہوائی فائرنگ کر رہے تھے۔ نامعلوم طرف سے آنے والی گولی اس کو آ لگی جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا، اسے جنرل ہسپتال لے جایا گیا مگر وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا (نوائے وقت، جنگ ۱۲فروری ۲۰۰۱)

۱۲فروری کے ہی روز نامہ ''جنگ'' میں ایک اور ہولناک خبر بھی شائع ہوئی۔ تفصیلات کے مطابق اعظم مارکیٹ میں دکان کی چھت پر پتنگ پکڑتے ہوئے ۱۶سالہ شہزاد آصف کرنٹ لگنے سے ہلاک ہو گیا۔ شہزاد آصف جو اپنے گھر کا واحد کفیل تھا، اعظم مارکیٹ میں ایک دکان پر ملازم تھا۔ وہ چھت پر بلب لگا رہا تھا کہ ایک پتنگ وہاں آ گری اس نے پتنگ کی ڈوری پکڑی تو دھاتی تار تھی جو بجلی کی تاروں میں الجھی ہوئی تھی۔

مندرجہ بالا واقعات تو وہ ہیں جو صرف ایک دن کے اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ بسنت کے دنوں میں ہونے والے واقعات کے اجتماعی اعداد وشمار کو جمع کیا جائے تو یہ سینکڑوں میں ہوں گے۔ بہت سے واقعات کا اخبارات میں شائع نہ ہونا بھی خارج از مکان نہیں۔ علاوہ ازیں بسنت کے تہوار میں زخمی ہونے والوں کا تو حساب ہی نہیں رکھا جاتا۔ اندرون شہر لاہور شاید ہی کوئی گلی یا محلّہ ہوگا جہاں اس طرح کے حادثات رونما نہ ہوتے ہوں۔ پاکستان کے دیگر شہروں میں بسنت کی دبا کافی پھیل چکی ہے، وہاں بھی صورت حال اس سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔

مذکورہ تین واقعات تین واقعات کی خبروں کے ساتھ ساتھ اخبارات نے یہ بھی رپورٹ کیا ہے کہ ان علاقوں کے رہائشی نے احتجاجی جلوس نکالے اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ بسنت کے تہوار پر پابندی لگائے۔ معصوم یاسر عبداللہ کے والد محمد اشفاق نے حکومت سے دردمندانہ اپیل کی ہے کہ اس غیر اسلامی تہوار پر پابندی عائد کی جائے۔ مگر بے بس شہریوں اور مظلوم والدین کی فریاد سے سننے کا کس کے پاس وقت ہے؟ جس شہر میں حکومتی سرپرستی میں بسنت کا اہتمام جوش وخروش سے کیا جارہا ہو وہاں قتل کی ایسی وارداتوں پر صدائے احتجاج بلند کرنے کے علاوہ آخر کیا کیا جاسکتا ہے؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ معصوم یاسر عبداللہ کا خون کس کی گردن پر ہے؟ محنت کش نوجوان شہزاد کے مظلوم اہل خانہ کس کے ہاتھ پر خون تلاش کریں؟ دھاتی ڈور کے ذریعے کرنٹ لگنے سے جاں بحق ہونے والے جواں سال کی ہلاکت کا ذمہ دار کون ہے؟ ۶۰ لاکھ آبادی کے اس شہر میں کیا کوئی یہ اخلاقی جرات رکھتا ہے کہ وہ بے گناہ شہریوں کی قتل وغارت کے ان واقعات کی ذمہ داری قبول کرے۔ یہ درست ہے کہ حکومت کے کسی ذمہ دار فرد کے ہاتھوں یہ ہلاکتیں نہیں ہوئیں، مگر شہریوں کے جان ومال کے تحفظ کی ذمہ داری حکومت کی اولین ذمہ داری ہے اس لئے ارباب بست وکشاد اپنے آپ کو ایسے معاملات میں بری الذمہ کیسے قرار دے سکتے ہیں؟ حکومتی ذمہ داران کی طرف سے گزشتہ کئی برسوں سے پتنگ بازی کے دوران دھاتی ڈور استعمال کرنے والوں کے خلاف سخت اقدامات کا اعلان کیا جاتا رہا، مگر ان اعلانات کا بے ضمیر پتنگ بازوں پر اتنا بھی اثر نہیں ہوا جتنا اثر کسی کے کان جوں رینگنے سے ہوتا ہے شہر لاہور میں گلی بازاروں میں دھاتی ڈوریں بنائی جاتی ہیں ان قاتل ڈوروں پر پابند تو درکنار انکے بنانے والوں سے موثر باز پرس تک نہیں کی جاتی۔ جب کوئی حادثہ ہوتا ہے تو قانون نافذ کر والے ادارے حرکت میں آتے ہیں، سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان المناک حادثات کے وقوع پذیر ہونے کا انت کیوں کیا جاتا ہے؟ خودکار اسلحہ سے فائرنگ ہمیشہ سے ایک غیر قانونی عمل قرار دیا جاتا رہا تقریباً تمام حکومتیں جر

پیشہ افراد سے اسلحہ واپس چھیننے کی مہم برپا کرتی رہی ہیں مگر بسنت کے تہوار پر تو ایسا لگتا ہے جیسے ہر دوسرے گھر میں فائرنگ ہو رہی ہے۔ جس ملک میں اسلحہ کی نمائش بھی غیر قانونی ہو تعجب ہے وہاں ایک صوبائی صدر مقام میں اس قدر دھڑلے سے فائرنگ بازی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے لاہور شہر میں پورے پنجاب کی تقریباً ایک تہائی (تقریباً بیس ہزار) پولیس فورس تعینات ہے، اس قدر کثیر پولیس فورس اگر آہنی عزم کے ساتھ اس فائرنگ کے ذمہ دار افراد کو گرفتار کرنا چاہے تو یہ امر مشکل نہیں ہونا چاہیے مگر معاملہ پولیس فورس کی کثرت یا قلت کا نہیں ہے۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ امن و امان کو قائم رکھنے کے ذمہ داروں میں بسنت جیسے تہواروں کی ہلاکت انگیزی کا صحیح احساس نہیں پایا جاتا۔ وہ شاید اب تک اسے محض ایک موسمی تہوار سمجھتے ہوئے عوامی تفریح میں عدم مداخلت کی پالیسی پر گامزن ہیں۔ سمگلروں اور جرائم پیشہ افراد کی گرفتاری کے لئے تربیت یافتہ پولیس اور دیگر ایجنسیاں آخر دھاتی ڈور بنانے والے مجرمانہ ذہنیت کے حامل افراد کو ڈھونڈ نکالنے میں مایوس کن حد تک ناکامی کا شکار کیوں ہیں؟

دنیا کا کوئی ملک ایک ثقافتی تہوار کے نام پر کسی بھی گروہ کو عوام کی زندگیوں سے یوں کھیلنے اور ہلڑ بازی مچانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ پاکستان تو ایک اسلامی ریاست ہے، کسی سیکولر ریاست میں بھی اس طرح کی بدنظمی، فائرنگ اور دھاتی ڈور کے استعمال کی اجازت دینے یا اس سے چشم پوشی کرنے کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔ جس طریقے سے آزادی اظہار اور آزادی عمل لامحدود نہیں ہے اسی طرح تفریح منانے کی لامحدود ''آزادی'' دینے کا کوئی ملک متحمل نہیں ہوسکتا۔ جان اسٹورٹ مل نے بہت ٹھیک کہا تھا کہ ایک فرد کو اپنا ہاتھ پھیلانے کی محض اس حد تک آزادی ہے کہ اس کا ہاتھ دوسرے فرد کی ناک کو نہ چھوئے۔ جدید مذہب معاشروں میں کسی ایسی تفریح کو گوارا نہیں کیا جاتا جو دوسرے شہریوں کی زندگی کو عذاب بنائے۔ امریکہ اور یورپ میں شراب پینے پر پابندی نہیں ہے۔ مگر وہاں اگر کوئی شرابی گلی محلے میں آکر غل غپاڑہ برپا کرے تو اسے فوراً گرفتار کرلیا جاتا ہے اور امن عامہ میں خلل اندازی کرنے کے جرم میں اسے مقدمہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے ہاں پتنگ باز ساری رات مجنونانہ فائرنگ کر کے اپنے آس پاس کے علاقوں میں ایک دہشت اور خوف کی فضا برپا کر دیتے ہیں ان کی ہلڑ بازی سے کوئی شریف آدمی سکون کی نیند نہیں سوسکتا، مگر ان کی اس غیر اخلاقی اور غیر قانونی ہلڑ بازی کا نوٹس نہیں لیا جاتا۔

اب وقت آگیا ہے کہ حکومت عوامی رائے کا احترام کرتے ہوئے بسنت کے تہوار کے موقع پر لوگوں کو زندگیوں کے تحفظ کی ذمہ داریاں نبھائے۔ اگر کسی بھی وجہ سے حکومت اس ہندوانہ تہوار پر مکمل پابندی نہیں عائد کر سکتی تو کم از کم اس کے بھیانک نتائج میں کمی لانے کے لئے مناسب قانون سازی اور موثر اقدامات تو اٹھا سکتی ہے۔ اس کی ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ گنجان آبادیوں میں گلی محلوں میں چھتوں پر پتنگ بازی پر پابندی عائد کر

دی جائے پتنگ بازی کی اجازت محض کھلے میدانوں پارکوں میں ہونی چاہیے جہاں پتنگ کی ڈور کے بجلی کی تاروں میں الجھنے کا خدشہ نہ پایا جاتا ہو اور جہاں سے کسی اندھی گولی کے لگنے کا امکان نہ ہو۔ حکومت کو چاہیے کہ بسنت کے موقع پر فائرنگ کرنے والوں کے ساتھ آہنی ہاتھ سے نمٹے۔ دھات کی ڈور تیار کرنے والوں کو گرفتار کر کے سزائیں دی جائیں اس معاملے میں اگر نئی قانون سازی کی ضروریات پیش آئے تو ایسا ضرور کیا جائے، حکومتی ذرائع ابلاغ میں بسنت کے تاریخی پس منظر کو بیان کیا جائے اور لوگوں کی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔ بسنت کے تہوار کے متعلق سرکاری سرپرستی کے تصور کو ختم کیا جائے۔ اس سال بسنت کے متعلق پہلے سے زیادہ جوش وخروش کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ گزشتہ برس لاہور میں بسنت سرکاری سرپرستی میں منائی گئی تھی۔ سرکاری اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں بسنت منانے پر پابندی عائد کی جائے۔ اہل حکومت کو اب احساس ہو جانا چاہیے کہ جنونیوں کو کنٹرول کے لئے محض اخلاقی ہدایات کافی نہیں ہیں۔

مذہب اور ثقافت ایک دوسرے پر اثر انداز بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے اثر پذیر بھی۔ ہمارے ہاں عام طور پر مذہب اور ثقافت کو دو الگ الگ تہذیبی دائروں کے طور پر زیر بحث لایا جاتا ہے، یہ زاویۂ نگاہ قطعاً درست نہیں۔ سیکولر طبقہ اپنے مذہب بیزار رویے کی وجہ سے ثقافتی امور میں مذہب کے کردار کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے لہذا جہاں کہیں مذہب اور ثقافت کے درمیان رشتوں کی بات ہوتی ہے، وہ ہمیشہ مذہب کی تخویف اور ثقافت کی تعریف وتوصیف کا اسلوب اختیار کر لیتا ہے۔ یہ طبقہ تناقض فکر میں مبتلا ہے۔ اسے مذہب سے والہانہ وابستگی تو سخت ناگوار گزرتی ہے، مگر ثقافت سے جنون کی حد تک لگاؤ پر کسی قسم کا عقلی اعتراض نہیں ہوتا۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ سیکولر طبقہ نے شعوری یا غیر شعوری طور پر ثقافت کو ہی مذہب کا درجہ دے دیا ہے۔ ہمارے ہاں مغرب زدہ روشن خیالوں کا ایک گروہ ثقافت کو تو قدیم اور پائیدار سمجھتا ہے اس کا خیال ہے کہ ایک قوم پر ثقافت کے اثرات اس قدر گہرے ہوتے ہیں کہ مذہب انہیں جڑ سے اکھاڑنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا، مگر ایسا محض وہی لوگ سوچتے ہیں جو انسانی تاریخ کے ارتقا سطحی انداز سے لیتے ہیں۔ اگر وہ تہذیب وتمدن کے آغاز وارتقاء پر غور فرمائیں تو انہیں اپنی اس سطحی سوچ پر شاید ندامت کا احساس ہو کیونکہ جن اقدار اور سرگرمیوں کو آج وہ خالصتاً ثقافتی اور تہذیبی اقدام سمجھتے ہیں ان کا حقیقی پس منظر مذہبی ہی ہے۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ انسانی تاریخ کے دور اول میں مذہب کا انسانی معاشرے پر بہت گہرا اثر رہا ہے اس دور میں مذہبی اور الہامی تعلیمات کے خلاف عقلی بغاوت کا تصور تک نہیں تھا، اس لئے قدیم انسانی معاشرے میں کسی ایسے تہوار یا ثقافتی سرگرمی کا رواج پانا ممکن نہیں تھا جس کی تائید مذہبی تعلیمات سے نہ ہوتی۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق کرۂ ارض پر قدم رکھنے والا پہلا انسان اللہ تعالیٰ کا فرستادہ پیغمبر تھا یعنی حضرت آدم علیہ السلام۔ اس کے بعد انبیاء کرامؑ کا ایک طویل سلسلہ ہے جو وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتے رہے۔ انبیاء کرامؑ کے زیر اثر جو تہذیب وتمدن فروغ پایا، اس کی اساس یقیناً مذہبی ہی تھی اگرچہ بعد میں مذہب سے جزوی روگردانی کی صورتیں

بھی نمودار ہوئی لیکن مذہب کی اساسی تعلیمات کا اثر کبھی بھی کلیتاً ختم نہیں ہوا۔ کسی ثقافتی سرگرمی کے صحیح یا غلط، جائز یا ناجائز قرار دینے میں ہمیشہ مذہب کو معیار اور میزان تسلیم کیا گیا۔ ایسی ثقافتی سرگرمیاں جو مذہب کے اساسی تصورات سے متصادم نہیں تھیں۔ انہیں بالعموم جائز قرار دیا گیا، اس کے برعکس مذہبی روح سے ٹکرانے والی اقدار و سرگرمیوں کو ناپسندیدہ قرار دے کر لہو لعب گردانا گیا۔ ثقافت اور مذہب کے باہمی رشتوں کی موزونیت کا تعین کرنے کے لئے آج بھی قابل اعتماد معیار وہی ہے۔ اس معیار اور میزان کو قائم رکھنے سے ہی معاشرے کا توازن قائم رکھا جا سکتا ہے۔

اقوام عالم کے معروف ترین تہواروں کی تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ ایک مخصوص پس منظر رکھتے ہیں۔ یہودیوں کا سب سے بڑا تہوار ''ھنوکا'' ایک مذہبی تہوار ہے۔ اعداد و شمار کے اعتبار سے عیسائیت کو دنیا کا سب سے بڑا مذہب سمجھا جاتا ہے، عیسائی معاشرے میں کرسمس اور ایسٹر بے حد خوش و خروش سے منائے جاتے ہیں۔ ہندومت کا شمار قدیم مذاہب میں ہوتا ہے۔ ہندو معاشرے میں مختلف تہوار منائے جاتے ہیں۔ مثلاً دیوالی، دسہرا، ہولی، بیساکھی، بسنت وغیرہ۔ ان تمام تہواروں میں ادا کی جانے والی رسومات کو ہندومت میں مذہبی عبادات کا درجہ حاصل ہے۔ دیوالی، دسہرا اور ہولی کے متعلق تو سب جانتے ہیں کہ یہ ہندوؤں کے مذہبی تہوار ہیں، مگر بیساکھی اور بسنت وغیرہ کے متعلق یہ غلط فہمی عام پائی جاتی ہے کہ یہ موسمی اور ثقافتی تہوار ہیں۔ ایسا صرف وہی لوگ سمجھتے ہیں جو ان تہواروں میں حصہ تو لیتے ہیں، البتہ ان کا پس منظر جاننے کی زحمت انہوں نے کبھی گوارا نہیں کی۔

اسلامی تاریخ کے قابل فخر محقق اور سائنس دان علامہ ابوریحان البیرونی تقریباً ایک ہزار سال قبل ہندوستان تشریف لائے تھے۔ انہوں نے کلر کہار (ضلع چکوال) کے نزدیک ہندوؤں کی معروف یونیورسٹی میں عرصہ دراز تک قیام کیا، وہیں انہوں نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف کتاب الہند تحریر کی۔ یہ کتاب آج بھی ہندوستان کی تاریخ کے ضمن میں ایک مستند حوالہ سمجھی جاتی ہے۔ اس کتاب کے باب 76 میں انہوں نے ''عیدین اور خوشی کے دن'' کے عنوان کے تحت ہندوستان میں منائے جانے والے مختلف مذہبی تہواروں کا ذکر کیا ہے۔ اس باب میں عید بسنت کا ذکر کرتے ہوئے علامہ البیرونی لکھتے ہیں۔

''اسی مہینہ میں استوائے ربیعی ہوتا ہے' جس کا نام بسنت ہے' اس کے حساب سے اس وقت کا پتہ لگا کر اس دن عید کرتے ہیں۔ اور برہمنوں کو کھلاتے ہیں دیوتاؤں کی نذر چڑھاتے ہیں۔''

بسنت کو آج کل ''پالا اڑنت'' کا نام دے کر موسمی تہوار بتایا جاتا ہے مگر اس کا ذکر البیرونی کے بیان میں نہیں ملتا۔ دوسرے یہ کہ البیرونی کے بیان کے مطابق ہندو جوتشی ہر سال استوائے ربیعی کا تعین کر کے یوم بسنت کا اعلان کرتے ہیں۔ یہی تصور آج تک چلا آ رہا ہے۔ بیساکھی کا تہوار بیساکھی کے مہینے میں گندم کی کاشت کے موقع

بقیہ صفحہ پر ۲۶ دیکھیں

محمد شکیل مجاہد

امریکہ جہاد سے خائف کیوں؟

آج امت مسلمہ جس پرآشوب دور سے گزر رہی ہے۔ ذلت اور گمراہی کے جس قعر مذلت میں گر رہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ مسلمانوں کا انتشار اور افتراق ہے۔ جو ایک مرکز پر جمع ہونے کی بجائے گروہوں اور نسلوں میں بٹے ہوئے ہیں ایک ملت پر فخر کرنے کی بجائے نسلی تعصبات اور زمان ومکان کی حدود میں محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور اسی تناظر میں جب ہم اپنے معروضی حالات کو دیکھتے ہیں تو ہم بلوچی، پٹھان، سندھی اور پنجابی ہونے کے گرداب میں پھنسے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور عالمی سطح پر امت مسلمہ پستی کی طرف گامزن ہے۔

لیکن یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ امریکہ سمیت تمام غیر مسلم طاقتیں جہاد سے خائف ہیں۔ اور انہیں اپنی موت نظر آ چکی ہے۔ کہ جس طرح امارت اسلامیہ افغانستان سے کل روس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے اور اس کی تمام ریاستیں الگ الگ ہو گئیں تھیں۔ بالکل ایسے ہی اب امریکہ کو بھی اپنی موت نظر آ رہی ہے۔ اور اسی لئے آج وہ اپنے تمام شیطانی حربے استعمال کر کے مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے پاکستان میں این جی اوز کو پیدا کر دیا ہے۔ لیکن امن اور انسانی حقوق کا پرچار کرنے والی این جی اوز کو کشمیر، فلسطین، چیچنیا اور بوسنیا میں ظلم وستم نظر نہیں آتا۔ ان این جی اوز کا مقصد فحاشی وعریانی بے حیائی کو پروان چڑھانا ہے۔

امریکہ ازل سے ہی مسلمانوں سے خوفزدہ ہے۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ یہ وہی لشکر ہے کہ جس نے کفر واستبداد کے خلاف ہمیشہ کلمۂ حق بلند کیا ہے اور اسی جہاد سے مسلمانوں نے امارتِ اسلامیہ افغانستان سے روس کو بھگایا تھا۔ اور آج وہاں اسلامی حکومت کا نفاذ ہو چکا ہے۔ جس سے امریکہ کی بربادی کا سامان تیار ہو چکا ہے۔ آج امریکہ کو امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد اور مردِ آہن اسامہ بن لادن سے بہت خوف ہے۔ کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ یہی وہ مردِ حر ہیں کہ جنھوں نے نام نہاد سپر پاور روس کے ٹکڑے کئے ہیں اور اب ان کا اگلہ قدم امریکہ کو صفحۂ ہستی سے مٹانا ہے امریکہ کے ٹکڑے ہی نہیں ہونگے بلکہ اس کا وجود بھی اس دنیا سے ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ رب کعبہ نے پندرہویں پارے میں ارشاد فرمایا:

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا　　ترجمہ: اور کہہ دیجئے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل مٹنے والا ہی ہے۔

آج کابل میں بیٹھ کر اسامہ بن لادن جب کفر کے سرغنہ امریکہ کو للکارتا ہے تو وہ اسے دہشت گرد قرار دیتا ہے۔ اور کلنٹن کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں۔ لیکن اسے کشمیر کے اندر مظلوم ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی آہ وزاری نہیں سنائی دیتی اور الٹا وہ مجاہدین کو دہشت گرد کہتا ہے۔ اپنی تمام تر صلاحیتیں مسلمانوں کو نیست ونابود کرنے کیلئے صرف کر رہا ہے لیکن اس کے یہ ناپاک عزائم کبھی بھی پورے نہیں ہونگے۔

امریکہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔ اور وہ شیطانی کاموں کی مکمل سرپرستی کر رہا ہے۔ اس نے اپنے شیطانی چیلوں بھارت، روس اور اسرائیل کو جو کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ وہ جہاں چاہیں اور جب چاہیں مختلف حیلے بہانوں سے دہشت گردی کر سکتے ہیں۔ آج امن وسلامتی کا نام نہاد ادارہ اقوام متحدہ بھی خاموش تماشائی کا کردار ادا کر کے مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دے رہا ہے لیکن اقوام متحدہ کو بھی اپنے لائحہ عمل پر غور کرنا چاہیئے۔ حالانکہ یہ اس کی قرارداد میں

شامل ہے کہ مظلوم کو اس کا حق دلانا اور ظالم کے پنجے سے آزاد کرانا اس کا بنیادی مقصد و منشور ہے۔ لیکن آج وہ اپنے منشور سے پہلو تہی کر چکا ہے آج اسے کشمیر، فلسطین، بوسنیا اور چیچنیا کے مظلوم مسلمانوں کا خون دکھائی نہیں دیتا۔ آج امریکہ جسے چاہتا ہے اقوام متحدہ ویسا ہی کرتی ہے۔ دراصل وہ اپنے آقاؤں کے اشاروں پر چلتی ہے۔ اسی لئے آج وہ اپنے مشن سے ہٹ چکی ہے۔ آج اسے مظلوم کی آواز نہیں سنائی دیتی۔ اور آج انصاف اس کی دہلیز سے نہیں ملتا۔ آج تمام غیر مسلم طاقتیں اس پر حاوی ہو چکی ہیں اس لئے اسے غلط اور صحیح کی جانچ کرنے کی طاقت ختم ہو چکی ہے۔ تمام عالم کفر گٹھ جوڑ بن چکا ہے۔ آج ایک طرف بھارت کشمیر میں مظلوم مسلمانوں کا خون بہا رہا ہے تو دوسری طرف مسلمانوں کا قبلۂ اول بیت المقدس بھی اسرائیل کے قبضہ میں ہے۔ آج مسجد اقصیٰ مسلمانوں کو پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ امت مسلمہ کے غیور مجاہدو! مجھے یہودیوں کے قبضہ سے کب آزاد کراؤ گے۔ اور کب مجھے آزادی میسّر ہوگی۔ چیچنیا بھی خون کے آنسو رو رہا ہے۔ صرف اور صرف آزادی چاہتا ہے۔ وہاں کی مظلوم مسلمان مائیں بہنیں، جھولی پھیلا کر رب کائنات سے آزادی جیسی نعمت مانگ رہی ہیں۔ ان تمام حالات کے پیش نظر آج امت مسلمہ خواب غفلت سے بیدار ہو چکی ہے۔ اور وہ قبلہ اول کی آزادی اور باقی تمام مقبوضہ علاقوں کی بازیابی کیلئے تن، من اور دھن کی بازی لگائے ہوئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج امریکہ جہاد سے خوفزدہ ہے کیونکہ اسے یہ معلوم ہے کہ اب محمد بن قاسمؒ کے بیٹے بیدار ہو چکے ہیں اب اس کی بربادی کا سامان تیار ہو چکا ہے۔ اس کی تمام صلاحیتیں ختم ہو جائیں گی اور وہ امت مسلمہ کو ختم کرنے کی بجائے ایک نہ ایک دن خود نیست و نابود ہو جائے گا اور اپنے آپ کو سپر پاور کہلوانے والے کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا اور اس دنیا پر پرچم اسلام لہرائے گا اور تمام عصبیت کے سرخ و سیاہ پرچم ختم ہو جائیں گے۔ تمام مغربی قوانین کی جگہ اسلامی قوانین کا نفاذ ہوگا۔ شریعت محمدیہ کا نفاذ ہوگا۔ اور ایک دفعہ پھر تمام دنیا کے اندر دین اسلام کو فتح و نصرت ملے گی۔

اپنے آپ کو سپر پاور کہنے والے نام نہاد امریکہ کو ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا جائے گا۔ اور دنیا پر یہ واضح کر دیا جائے گا کہ سپر پاور صرف خدا کی ذات ہے اس کے سوا کوئی بھی سپر پاور نہیں ہے وہی فتح و نصرت دلاتا ہے اسی کے دستِ قدرت میں ہی سب کچھ ہے اور وہ جسے چاہتا ہے اعلیٰ مقام عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔ اور جو بھی اس کی برابری کرنا چاہتا ہے تو وہ اسے اس کا انجام اسی دنیا میں ہی دکھا دیا کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔

حالات کا بھی تقاضا ہے کہ ہم دینِ حق کی سربلندی، اعلائے کلمۃ اللہ اور مقبوضہ مسلم علاقوں کی آزادی کی طرف پیش رفت کرنے والے مجاہدین اہل حق کا ساتھ دیں۔ کیونکہ اسی جہاد سے مسجد اقصیٰ آزاد ہوگی، بابری مسجد پھر سے تعمیر ہو گی، تمام مقبوضہ علاقوں کو آزادی ملے گی اور اسی جہاد سے تمام عالمِ کفر دنیا کے نقشہ سے ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے گا۔ حکومتِ الٰہیہ کا نفاذ ہوگا اور اللہ و اس کے رسول محمد عربی ﷺ کا قانون چلے گا۔ اور یہ تمام کوششیں اس وقت ثمر آور ثابت ہوں گی جب ہم سب مسلمان تمام تر نسلی تعصبات و عداوت اور بغض و حسد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے متحد و متفق ہو جائیں کیونکہ اس کے بغیر اسلامی انقلاب ممکن نہیں اور اب بھی وقت ہے کہ ہم خوابِ غفلت سے بیدار ہوں اور اس فانی زندگی کو ربِ کعبہ کی امانت سمجھتے ہوئے اسے صحیح بسر کریں۔

اٹھو وگرنہ حشر نہ ہو گا پھر کبھی برپا
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

سعیدہ قاضی

"سیکولر حکومت اور جہادی تنظیمیں"

میرے بچے اور گھر کا سامان جہاد کے لئے وقف ہے

(ایک مجاہدہ ماں کا ایمان افروز خط)

حکومت نے جہاد فنڈ جمع کرنے پر پابندی لگادی ہے۔ جہادی تنظیموں کے اکاؤنٹس کی تفصیلات جمع کی جارہی ہیں۔ سرکاری ایجنسیاں معلوم کرنے کی کوشش کررہی ہیں کہ ان تنظیموں کو فنڈز کہاں سے ملتے ہیں رضا کار تنظیموں کے ذریعے جہاد کا سلسلہ فوج کی سرپرستی میں شروع ہوا تھا۔ بے شمار نوجوانوں کو عسکری تربیت ملی اور مسلح کیا گیا۔ لاکھوں نہیں تو ہزاروں کی تعداد میں نوجوان جہادی تنظیموں میں شامل ہیں۔ ذرا اس وقت کا تصور کریں جب ہم امن پسندی کے دور میں داخل ہوں گے اور تربیت یافتہ مسلح مجاہدین شہروں اور دیہات میں واپس لوٹیں گے یہاں کیا ہوگا؟ جذبے ابھارے تو جاسکتے ہیں۔ لیکن ان کے آگے بند باندھے جائیں تو وہ کسی نہ کسی دوسری جانب نکل پڑتے ہیں۔ جہادی تنظیموں سے پیچ لڑانے سے پہلے حکومت کو بہت کچھ سوچنا چاہئے ورنہ ملک کے لئے خطرناک نتائج بھی برآمد ہوسکتے ہیں۔

قاضی مرید حسین سرگودھا کی ایک نامور شخصیت تھے۔ انہوں نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اسمبلی کے ممبر بھی رہے۔ اپنے علاقے کے انتہائی نیک نام اور قابلِ احترام شخصیت تھے۔ مرحوم قاضی صاحب کی صاحبزادی نے جہادی تنظیموں کے نام ایک خط لکھا ہے۔ جو حکمرانوں کو دعوت فکر دیتا ہے۔

السلام علیکم

آج کے اخبار کی ظالمانہ سرخی نے تڑپا کے رکھ دیا ہے۔ بدنصیب پاکستانی قوم ہمیشہ سے حکمرانوں کی عاقبت نااندیشی، بزدلی اور بے رحمی کے زخم اٹھاتی رہی ہے سبھی حکمرانوں نے ہمیں ہمارے قومی اور انسانی حقوق سے ہمیشہ محروم رکھا لیکن موجودہ حکومت تو سب سے نرالی ہے۔ وہ جہاد فنڈز پر پابندی عائد کرکے اپنے بیرونی آقاؤں کی خوشی کے لئے ہم سے ہمارے دینی حقوق وفرائض بھی چھین لینا چاہتی ہیں حکمران کان کھول کر سن لیں کہ پاکستانی مائیں بیٹے پیدا ہی جہاد کے لئے کرتی ہیں ہمارے بیٹے ہمارا مال سب جہاد کے لئے ہے، ہم مائیں اور ہمارے بیٹے منافق بن کر جینے اور مرنے پر لعنت بھیجتے ہیں اور واضح رہے کہ ہمارے بیٹے نہ تو ڈیفنس کے پلاٹوں اور مربعوں کے لئے جہاد کرتے ہیں نہ ہی ملک کے وسائل سمیٹتے ہیں، یہ بیٹے اور یہ مائیں پھٹے کپڑوں میں ٹوٹے ہتھیاروں سے لڑیں گے یہاں تک اپنی منزل شہادت کو پالیں گے۔

پاکستان کا ایک حصہ پاکستان کی شہ رگ کشمیر بہنوں کے ٹکڑوں اور بیٹیوں کی تار تار عصمتوں سے لہو رنگ ہے وہاں کفر و اسلام کا معرکہ جاری ہے مسلمان مائیں اللہ کی بخشی ہوئی نعمتوں کو اللہ کی راہ میں نہیں لگائیں گی تو سخت باز پرس ہوگی حکمرانوں و تو شاید امریکہ بخشوا لے گا لیکن ہماری نجات صرف جہاد میں ہے۔

بے معرکہ دبے مقصد جینے کی اہمیت مسلمان کا شیوہ نہیں۔

باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے　　　شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

یہ حکومت چونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آئی ہے اس لئے ممکن ہے آئندہ وضو کرنے اور توڑنے کے لئے بھی حکومتی احکامات کا انتظار کرنا پڑے۔ اس لئے میں آج ہی نوائے وقت کی وساطت سے اپنی سب سے قیمتی متاع اپنے بچے اور کرائے کے مکان میں رکھا ہوا اپنا سب سامان جہاد کشمیر کے لئے پیش کرتی ہوں۔ یہ ملک جہاد سے حاصل ہوا جہاد ہی سے مکمل ہوگا یہ جذبہ مفقود ہوا تو سقوط ڈھاکہ پیش آیا مجھے 71ء میں اپنے باپ کی آنکھوں سے برستی جھڑی قبر میں بھی نہیں بھولے گی یہ جنت بنانے والے مزدوروں نے بڑھاپے میں اس کی درگت بنتے دیکھی اور بے بسی سے قبروں میں جا سوئے ان کی بے چین روحوں پر اتنا ظلم مگر کیوں، ہم زندہ لاشوں کو اتنی اذیت کس لئے؟

(سعیدہ قاضی)　(مطبوعہ نوائے وقت ملتان۔ ۱۸۔ فروری ۲۰۰۱ء)　''کنکریاں'' عباس اطہر

سیدنا معاویہ پر اعتراضات کا علمی تجزیہ

پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی (قیمت: =/200 روپے)

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان (فون: 511961)

اسلام اور مرزائیت

تالیف: حضرت مولانا عتیق الرحمٰن آروی رحمہ اللہ

ایک اہم کتاب جو یک عرصہ سے نایاب تھی اسلام اور مرزائیت کا تقابلی مطالعہ

صفحات: ۵۶. قیمت: ۲۰ روپے

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات ان کی

☆ خانگڑھ میں ہجڑوں نے بسنت منائی (ایک خبر)

پھر لاہور کے لقوں اور خانگڑھ کے ہجڑوں میں کیا فرق رہا

☆ میں وطن واپس آ ؤں گا (شہباز شریف)

جوتیاں کھا کے یہ کہتے ہیں کہ گھر جائیں گے گھر میں بھی جوتیاں کھائیں تو کدھر جائیں گے

☆ حکمرانی ارائیوں کا حق ہے (اکرام الحق میاں)

تو پیاز کی کاشت کون کرے گا۔

☆ پاکستانی رہنما خمینی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اسٹیبلشمنٹ کو حیران کر سکتے ہیں (بے نظیر)

صاف چھپتی بھی نہیں سامنے آتی بھی نہیں یہ کیسا پردہ ہے کہ چلمن سے لگی بیٹھی ہے

☆ ہمیں حکومت کی نہیں خدا کی سرپرستی حاصل ہے۔ (میاں اظہر)

اور اس سے پہلی مسلم لیگ کا خدا کون تھا؟

☆ مولانا نہ کہیں مولوی نہیں ہوں۔ سیاست نے تعلیم و تحقیق پر منفی اثر نہیں ڈالا۔ (طاہر القادری)

بس ذرا دماغ کے پیچ ڈھیلے ہو گئے ہیں۔

☆ حکومت جہاد روکنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ (وزیر داخلہ)

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا!

☆ ویلنٹائن ڈے کے موقع پر عاشق نے غلط فہمی میں محبوبہ کی والدہ سے اظہارِ محبت کر دیا (ایک خبر)

محبت میں عاشق کو الٹا نظر آتا ہے مجنوں نظر آتی ہے، لیلیٰ نظر آتا ہے

☆ میری تنظیم کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ (طاہر القادری)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

☆ تعلیم صرف دینی کتب پڑھنے کا نام نہیں (الٰہی بخش سومرو معطل سپیکر)

”بلکہ گدھے کی طرح کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا نام ہے“

پروفیسر محمد اکرام

محمد عبداللطیف افضل ....ایک گم گشتہ آواز

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ شاعر یا تو ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ مراد یہ کہ شاعری ایک وہبی عطیہ ہے اور ذوق شعر گوئی شاعر کے خمیر میں گندھا ہوتا ہے۔ جسے قدرت کی طرف سے یہ جوہر ودیعت نہ ہو، وہ لاکھ سر مارتا پھرے، اچھا شعر نہیں کہہ پاتا۔ سرقے یا کسی ادبی گرو کی استمالت یا خاص نوازش سے وہ دو چار جملے نما مصرعے تو کہہ لے گا، لیکن کوئی دھڑکتا ہوا شعر یا پھڑکتا ہوا مصرعہ اس کے حیطۂ تحریر میں نہیں آئے گا۔

چونکہ عہد حاضر میں ابلاغِ عامہ نے بسرعت تمام وہ سب رکاوٹیں ختم کر دی ہیں۔ جو چند عشرے پیشتر راہ کا کوہ گراں تھیں۔ اس لئے آج کا شاعر ہر فرد کی سماعتوں اور بصارتوں تک رسائی کے بعد چند غزلیں یا نظمیں لکھ کر اپنے آپ کو آسمان ادب کا درخشندہ ستارہ سمجھنے لگتا ہے، جب کہ نصف صدی قبل شاعر کو اپنا فن منوانے کے لئے مشاعروں میں شرکت کی غرض سے مختلف شہروں کا سفر بے ثمر طے کرنا ہوتا تھا۔ اسی عہد سست رفتار کی ایک گم گشتہ نوا محمد عبداللطیف افضل بھی ہے، جو اپنے دور کی بھرپور اور توانا آواز تھی۔ شعر گوئی کی توفیق خدا نے اس کی سرشت میں رکھی تھی۔ جسے نے اس نے مشاہدے، مجاہدے اور ریاضت سے بام عروج تک پہنچایا۔ حمد، نعت، سلام ہو یا غزل، نظم اور رباعی، اس نے ہر صنف پر طبع آزمائی کی۔ محمد عبداللطیف افضل نے زود گوئی کو درخور اعتنا نہ سمجھا البتہ پر گوئی کی طرف بطور خاص نظر رکھی۔

افضل ان لوگوں میں سے تھے جو ایک نظریہ اور آدرش رکھتے ہیں۔ اور پھر اپنے نصب العین اور مطمح نظر کے لئے اپنی جملہ زندگی کو جہد مسلسل کا نمونہ بنا دیتے ہیں۔ ایسے لوگ نام و نمود اور سستی شہرت سے دامن بچاتے رہتے ہیں، کیونکہ وہ صلے کی تمنا اور ستائش کی پرواہ سے بے نیاز ہوتے ہیں۔

افضل کے خاندانی پس منظر کے ضمن میں انکے صاحبزادے سے گفتگو کے دوران علم ہوا کہ وہ ڈھلوں مغل قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۱) اور ان کے پردادا حاجی پیر بخش گوجرانوالہ (بوپڑا) کے باسی تھے، ان کے بیٹے یار محمد جو متقی اور درویش منش تھے اسی گاؤں میں زندگی گزارتے رہے اور اپنے صاحبزادے اللہ بخش کی تعلیم و تربیت میں بھرپور توجہ دی۔ گوجرانوالہ کے ایک خاندان مغلاں کی دختر طالع بی بی اللہ بخش کے عقد میں آئیں۔ (۲) ان کے بطن سے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں حاجی خدا بخش، حاجی غلام نبی، محمد عبداللطیف افضل، محمد عظیم (جو مشہور فکاہیہ شاعر انور مسعود کے والد ہیں) محمد اشرف، محمد شریف، حمیدہ بیگم اور بشیرہ بیگم۔ (۳) عبداللطیف محمد

افضل ۱۹۰۶ء میں گجرات میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم مقامی طور حاصل کی (۴) گھریلو مجبوریوں کی بناء پر مڈل سے آگے نہ جاسکے مگر مطالعہ جاری رکھا (۵) اور اکتساب علم کرتے رہے افضل نے تحریک خلافت اور تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔ کشمیر کی تحریک اور مجلسِ احرار اسلام میں بھی انہوں نے گرمجوشی سے شمولیت اختیار کی۔ ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مرحوم کا کہنا ہے:۔

عبداللطیف افضل نہ صرف منجھے ہوئے شاعر بلکہ وفا شعار احرار بزرگ تھے میں جب تک گجرات میں رہا، وہ ہمیشہ محبت سے پیش آتے رہے، اور اپنے صائب مشوروں سے نوازتے رہے۔ مجلس احرار اسلام اور والدہ صاحبہ سے تعلق کی بناء پر وہ اپنی یادداشتیں قلمبند کرنے کا ارادہ رکھتے تھے، لیکن شومی قسمت حیاتِ مستعار نے انہیں مہلت نہ دی'' (۶)

عبداللطیف افضل نے تحریک ختم نبوت میں بھی بھرپور حصہ لیا ان کا خلوص، جذبہ اور جوش اپنی جگہ پر لائق تحسین و ستائش ہے وہ ایک مقصدی شاعر تھے مقصدی ادب کی تنقیص کرنے والے شعراء و ادباء بھی مقصدیت سے دامن نہیں بچا سکے۔ افضل نے نیکی اور نیک کرداری کی تلقین و تبلیغ کی اور حبِ الٰہی اور عشقِ مصطفی ﷺ میں مستغرق رہے یہی وجہ ہے کہ فتنۂ قادیانیت کے خلاف ان کا قلم بڑی سرعت سے چلتا رہا فرنگیوں نے ان کے پمفلٹ 'کھینچواں نبی'' (۷) اور کھینچواں الہام'' (۸) ضبط کر لئے۔

نماز مومن کی معراج ہے اور تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کا موثر وسیلہ بھی ہے آج کا ادیب اور شاعر یونانی ضمیات، بدھا ازم، فرائیڈ، ژنگ اور ایڈلر کے افکار بطور خاص بیان کرے گا لیکن صوم و صلوٰۃ کے ذکر سے گریزاں رہے گا۔ حالانکہ نماز کی اہمیت و فضیلت مسلم ہے قرآن کریم میں اتنا کسی دوسری عبادت کا ذکر نہیں آیا جتنا نماز کا ہے۔ صراحتہ النص، اشارۃ النص اور دلالۃ النص ہر سہ اشکال کو جمع کیا جائے تو قرآن میں سینکڑوں مرتبہ نماز کا ذکر ہے اسی اہمیت و فضیلت کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے افضل ''حقیقت الصلوٰۃ'' (۹) میں لکھتے ہیں:

خدا نے جو مچھر کی دی ہے مثال سبق اس سے لو اے مرے نونہال
دکھائے وہ طاقت کا کتنا جلال بچے اس سے کوئی ہے کس کی مجال
ہے کمزور مچھر سے بھی وہ نماز نہیں جس میں عجز و خشوع و نیاز
نہ تم بچو ایسے نمازی بنو مجاہد بنو اور غازی بنو

نمازی بنو اور غازی بنو (۱۰)

نعت لکھنے میں بھی افضل نے محبت اور دل بستگی کا مظاہرہ کیا ہے:

سوزِ عشقِ مصطفیٰ دائم رہے ہے یہی بس مدعائے دردِ دل
کوئے احمد ہو دل دیوانہ ہو لب پہ افضل ہو صدائے دردِ دل
جلوہ نما ہے طور سینا تری گلی میں ازلی پکارتے ہیں موسیٰ تری گلی میں

اسباب کا فقدان ہو کچھ غم افضل اللہ کے تکیے پہ ہر اک کا چلے گا

احمد کی اطاعت ہی اطاعت ہے احد کی اللہ پہ ایمان ہے ایمان محمد

افضل نے نعت لکھنے میں عشق ومحبت کے ساتھ ساتھ حزم واحتیاط کا بھی ثبوت دیا ہے نعت لکھنا واقعی بڑا احتیاط طلب کام ہے ذراسی بے احتیاطی لکھنے والے کے لئے سوءِادب ثابت ہوسکتی ہے، اسی لئے کہا جاتا ہے:

''باخدا دیوانہ باشد، با محمد ہوشیار''

کیونکہ یہ وہ درگاہ ہے، جو عرش سے بھی نازک تر ہے اور جہاں جنیدؒ بایزیدؒ جیسے بزرگ بھی نفس گم کردہ آتے ہیں افضل کی نعت میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور وہ ایک خاص کیف، سرشاری اورسرمستی کا حامل ہے اگرانسان کے دل میں عشق رسالت کا جذبہ وجود ہے تو اسے حقیقی اور جاوداں حیات میسر ہے یہی وہ خوف ہے، جس سے یقین وایمان میں پختگی آتی ہے یہی وجہ ہے کہ افضل کی نعت کے ہر لفظ میں محبت اور ہر مصرعے میں عقیدت کے پھول کھلتے ہیں۔

صنفِ رباعی میں طبع آزمائی دقت طلب امر ہے چار مصرعوں میں کسی بہت بڑے مضمون کو بیان کرنا واقعی ریاضت ومجاہدے کا متقاضی ہے اسی باعث شعراء اس سے دامن بچاتے ہیں۔ محمد عبداللطیف افضل کی رباعیات میں ان کا تجربہ اور مشاہدہ بول رہا ہے ان کی رباعیات ان کی کہنہ مشقی اور قادرالکلامی کا بیّن ثبوت ہیں:

عمر دو روزہ ہے تاریخ عالم کی کتاب کتنا ناداں ہے بشر جو سبق آموز نہیں
داغِ لالہ نہیں جس دل میں وہ ہے مشتِ غبار کھول آنکھ ترا آنا تو یہاں روز نہیں

لاکھوں نصیحتوں سے ہے بہتر یہ ایک پند ہر وقت عاقبت پہ رہے ہوش کی کمند
اعمالِ بد کی زد میں تو غفلت کی بے پناہ بلی کو دیکھ کر ہے کبوتر کی آنکھ بند

صنفِ غزل شعراء کی محبوب صنف ہے اس میں مضامین کا تنوع اور فکر کی جدّت شاعروقاری ہر دوافراد کو اس کی طرف راغب کرتی ہے افضل کی غزل میں وصال وہجر، جوروجفا کی گفتگو کم ہی ہے ان کی غزل میں زندگی کا رنگ ہے، نغمہ و

آہنگ ہے چمن اور آشیاں کی بات کے ساتھ ساتھ ثقافت اور تمدن کی جھلک بھی ہے افضل اپنی غزل کے موضوعات عصری زندگی سے چنتے ہیں ان کے ہاں انسان کے مسائل بھی ہیں قومی طبقاتی ایسے بھی جن کو انہوں نے حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر سے پیش کیا ہے ان کو زندگی اور اس کے مثبت امکانات پر گہرا اعتماد ہی نہیں، وہ ان کی خاطر جدوجہد پر بھی ابھارتے ہیں اور خود بھی جہد وعمل کے جذبے سے سرشار ہیں وہ مخصوص لفظیات کے اسیر نہیں ہیں اُن کی مختلف غزلوں سے چیدہ چیدہ درج ذیل اشعار ملاحظہ فرمائیں:۔

لے آئے گی محبت مجھے کوثر کے کنارے جاری ہیں مری آنکھ سے اشکوں کے فوارے
جانا ہی ہے گر غیر کے گھر جاؤ چلے جاؤ اچھا تمہیں جیتے، ہمیں ہارے ہمیں ہارے

ہر چند کہ آباد ہو آباد نہیں ہے برباد جسے عشق میں ہونا نہیں آتا
گفتگو ہر حرف تیری جستجو ہر قدم میرا تری محفل میں ہے
وہ ملے جس وقت ہم کھوئے گئے پھر وہی مشکل، وہ مشکل میں ہے
مری توبہ تجھے توبہ کرا دے کیا قیامت ہے تری توبہ ابھرتی ہے میری تقصیر کی زد میں
کوئی دانا ملے افضل کرے حل اس معمے کو مقدر میری زد میں ہے کہ میں تقدیر کی زد میں

افضل کی غزل میں تغزل کا عنصر موجود ہے غزل کی تخصیص نہیں، اقبال کی طرح نظم میں بھی تغزل کی چاشنی ہے۔ افضل کے لہجے میں اشعارِ اقبال کی پرچھائیاں ملتی ہیں، جو کلامِ اقبال کے گہرے مطالعے اور اقبال سے عقیدت کی غماز ہیں۔اقبال نے روح کے کعبے میں محبت کی اذاں دی ہے خودی اور خودداری کا درس دیا ہے، جو ابنِ آدم کو انسانیت کی معراج پر لیکر جاتا ہے، افضل لکھتے ہیں:

اقبال کی خودی پہ کسی تنگ ظرف نے کچھ اعتراض کر دیئے ہو کر زباں دراز
وہ کیا خدا ہے، پوچھ کے بندے سے جو چلے اس کا مشیر کون سا بندہ ہے پاک باز
اقبال کی شراب کا مستانہ ایک رند کہنے لگا سنو ذرا اے میرے دل نواز
وتعز و من تشاء و تزل من تشاء جبار کیا خدا نہیں ہے قہار و بے نیاز
ہم اور کیوں مثال کوئی لائیں ڈھونڈ کر اقبال اس مقام پہ خود ہی تھا سرفراز

محمد عبداللطیف افضل نے اپنی شاعری کا لوہا منوایا ہے شریف کنجاہی کہتے ہیں، (۱۴) کہ ان جیسا زوردار کلام کسی اور

کے حصے میں نہیں آیا۔حفیظ تائب (۱۵) بھی افضل کو بہترین شاعر قرار دیتے ہیں

عبداللطیف افضل کی شاعرانہ قادر الکلامی اور فن شعر سے گہری وابستگی کا ایک زمانہ معترف تھا یہی سبب ہے کہ اس علاقے کا ہر نو آموز شاعر ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرتا۔ یونس بخاری کا کہنا ہے کہ افضل کے شاگردوں میں کئی ایسے بھی تھے، جو غزل یا نظم کے نام پر اوٹ پٹانگ چیزیں لکھ کر لے آتے تو افضل ان کا دل رکھنے کیلئے ساری نظم یا غزل اپنی طرف سے لکھ دیتے، جسے شاگرد استاد کی اصلاح شدہ سمجھ کر مشاعروں میں پڑھتے اور داد و تحسین وصول کرتے۔(۱۶)

اردو اور پنجابی کے مشہور شاعر انور مسعود ان کے بھتیجے اور شاگرد بھی ہیں یونس بخاری کا دعویٰ ہے کہ انور مسعود کی مشہور نظم ''اج کیہہ پکائیے'' دراصل عبداللطیف افضل کی تحریر کردہ ہے(۱۷) جو افضل نے مروتاً اپنے بھتیجے کو دان کر رکھی ہے، جب کہ پروفیسر ذوالکفل بخاری کی رائے ہے کہ مذکورہ نظم انور مسعود ہی کی ہے، البتہ شاگرد کی تخلیق سے استاد کی تخلیقی اصلاح کا عمل دخل زیادہ ہے(۱۸)

محمد عبداللطیف افضل ۱۲ اگست ۱۹۹۰ء میں مادی دنیا سے رحلت کر گئے انہوں نے اردو اور پنجابی ہر دو زبانوں میں شاعری کی۔اپنے سیاسی کلام کے علاوہ انہوں نے کلام پاک کی سورۂ یٰسین، الرّحمٰن، الواقعہ، الملک اور سورۃ مزمّل کا منظوم ترجمہ کیا(۱۹) جو ان کے مذہبی رجحان اور شاعرانہ قابلیت پر دال ہے

حوالہ جات

۱۔فیض الحسن ناصر (پسر محمد عبداللطیف افضل) سے دورانِ گفتگو معلوم ہوا: سکنہ محلّہ مستریاں ضلع گجرات

۲۔۳:فیض الحسن ناصر (پسر محمد عبداللطیف افضل) سے دورانِ گفتگو معلوم ہوا: سکنہ محلّہ مستریاں ضلع گجرات

۴۔فیض الحسنِ ناصر کا مراسلہ بنام: شاہد محمود کشمیری

۵۔شاہد محمود کشمیری، ڈاکٹر عبداللطیف افضل ماہنامہ ''حق نما'' لاہور

۶۔سید عطاء المحسن بخاریؒ، سابقہ امیر مجلس احرار اسلام پاکستان سے گفتگو کے دوران معلوم ہوا

۷۔شہباز ملک، ڈاکٹر۔''کھوج'' ششماہی، ج:۷، شمارہ:۲: ۱۹۸۵ء ص:۳۴

۸۔محمد عبداللطیف افضل۔''کھنچواں نبی'' ادارہ نشریاتِ افضل، محلّہ مستریاں، ضلع گجرات

۹۔محمد عبداللطیف افضل ''حقیقت الصلوٰۃ'' ادارہ نشریاتِ افضل، محلّہ مستریاں ضلع گجرات

بقیہ صفحہ ۱۹ پر دیکھیں

پیر سید نصیر الدین گولڑوی

حمد باری تعالیٰ

کس سے مانگیں، کہاں جائیں، کس سے کہیں، اور دنیا میں حاجت روا کون ہے؟
سب کا داتا ہے تو سب کو دیتا ہے تو، تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے؟
کون مقبول ہے، کون مردود ہے، بے خبر! کیا خبر تجھ کو، کیا کون ہے؟
جب تلیں گے عمل سب کے میزان پر تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے؟
کون سنتا ہے فریاد مظلوم کی، کس کے ہاتھوں میں کنجی ہے مقسوم کی
رزق پہ کس کے پلتے ہیں شاہ و گدا! مسند آرائے بزم عطا کون ہے؟
اولیاء تیرے محتاج اے رب کل، تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رسل
ان کی عزت کا باعث ہے نسبت تیری، ان کی پہچان تیرے سوا کون ہے؟
میرا مالک میری سن رہا ہے فغاں، جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زباں
اب میری راہ میں کوئی حائل نہ ہو، نامہ بر کیا بلا ہے، صبا کون ہے؟
ہے خبر بھی وہی مبتداء بھی وہی، ناخدا بھی وہی ہے، خدا بھی وہی
جو ہے سارے جہانوں میں جلوہ نما، اس احد کے سوا دوسرا کون ہے؟
انبیاء اولیاء، اہل بیت نبیؐ تابعین و صحابہ پہ جب آ بنی
گر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی تو نہیں ہے تو مشکل کشا کون ہے؟
اہل فکر و نظر جانتے ہیں تجھے، کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے!
اے نصیر اس کو تو فضل باری سمجھ ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے؟

سید یونس بخاری

نعت

بحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

توفیق جو ہو جائے عطا آہ وفغاں کی
لا ریب کرم گستری ربِ جہاں کی
شکوہ ہی نہیں کوئی مجھے فرقت شب کا
ہے رحمت بے پایاں شہہ کون ومکاں کی
ہر آن میں رہتا ہوں مدینے کی فضا میں
سوچو تو! کوئی حد ہے مرے حسنِ گماں کی
میں مدحت سرکار مدینہ میں مگن ہوں
کیا اوج ہے دیکھو تو مرے سوزنہاں کی
میں مست مئے عشق رسالت ہوں عزیزو
میں کیسے کروں بات کوئی وصلِ بتاں کی
اب اڑ کے پہنچ جاؤں درِ شاہ امم پر
پر کیف سی خواہش ہے مری عمر رواں کی
فیضان ہے یہ ختم نبوت پہ یقیں کا
ہوں دور مگر بات کہوں ربطِ نہاں کی
میں صبح ومسا لکھتا رہوں آپ کی نعتیں
ہرگز نہ ہو پرواہ مجھے جاں کی یا جہاں کی
میں عصیاں بکف یونس بے مایہ ہوں آقا
مجھ کو بھی عطا کیجئے ردا اپنی اماں کی

سید کاشف گیلانی

نعت

آپ شاہِ زمن شاہِ لولاک ہیں آپ کے زیرِ پا ہفت افلاک ہیں
واقعی آپ بالائے ادراک ہیں اللہ اللہ یہ مرتبہ آپ کا
اے حبیبِ خدا اے حبیبِ خدا

حرف حرف اس کا پہلے سنوارا گیا آپ پر جب یہ قرآں اتارا گیا
اس کا منکر دوعالم میں مارا گیا یہ ہے امی لقب معجزہ آپ کا
اے حبیبِ خدا اے حبیبِ خدا

سوچتا ہوں میں توصیف میں کیا لکھوں آپ کو کیوں نہ شہکارِ مولا لکھوں
شاہِ دنیا لکھوں میرِ عقبیٰ لکھوں دونوں عالم میں کوئی نہیں آپ سا
اے حبیبِ خدا اے حبیبِ خدا

آپ کی بات میں جذب و تاثیر ہے لطف ہے کیف ہے حسنِ تقریر ہے
جو بھی فرما دیا عین تقدیر ہے مرحبا مرحبا یا نبی مرحبا
اے حبیبِ خدا اے حبیبِ خدا

وہ ہے کردار یا گفتگو آپ کی عظمتیں مانتے ہیں عدو آپ کی
یہ جو شہرت ہوئی کو بہ کو آپ کی یہ ہے خاص آپ پر رحمتِ کبریا
اے حبیبِ خدا اے حبیبِ خدا

آپ سا کون اے شاہِ کونین ہے آپ کی انتہا قاب قوسین ہے
آپ کی شان سے شانِ دارین ہے آپ کی گردِ راہ سدرۃ المنتہیٰ
اے حبیبِ خدا اے حبیبِ خدا

آپ کاشف پہ چشمِ کرم کیجئے دور سب اس کے درد و الم کیجئے
التفاتِ نگہ دم بہ دم کیجئے آپ کے گن یہ گاتا رہا ہے سدا
اے حبیبِ خدا اے حبیبِ خدا

خالد شبیر احمد

نعت

دردِ جاں کو اک سہارا مل گیا دل کی کشتی کو کنارا مل گیا
دیکھ کر طیبہ ہوئی آسودگی! ہم کو گویا گھر ہمارا مل گیا
ختم ہونے کو ہیں دل کی دوریاں ان کی جانب سے اشارہ مل گیا
سبزہ زارِ شوق پر آئی بہار دل کو اک ایسا نظارہ مل گیا
چاندنی میں ڈھل گئے مفہوم سب نور کا حرفوں کو دھارا مل گیا
میرے دل کی شادمانی کا نہ پوچھ رت سہانی، وقت پیارا مل گیا
میں بھی آ پہنچا مدینے دیکھ لو اپنی بخشش کا اشارہ مل گیا
آ گیا خالدؔ حضوری کا بھی رنگ نعت کہنے کا جو یارا! مل گیا

ماہانہ مجلس ذکر، روحانی اجتماع و اصلاحی بیان

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

۲۹ مارچ ۲۰۰۱ء بروز جمعرات بعد عشاء

امیرِ احرار

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری

دامت برکاتہم

اصلاحی، تربیتی بیان فرمائیں گے۔ احباب و متعلقین نمازِ مغرب تک پہنچ جائیں

المعلن: ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان (فون: 511961 - 061

سید محمد یونس بخاری

غزل

لٹا جہانِ تصور بجھے نظر کے دیئے
تمہاری زلفِ شب انگیز کی خوشی کے لئے

چلو کہ صبح کے تارے سے روشنی مانگیں
دیار فکر کی گھمبیر تیرگی کے لئے

چمن میں جشنِ بہاراں تو ہے میرے یارو
مگر وہ گل کہ ترستا ہے اک ہنسی کے لئے

وفا و مہر کے قصے نیاز و ناز کے گیت
سنانے لگتے ہیں کچھ لوگ دل لگی کے لئے

ہم ایسے لوگ ہوں گے چارگی کی دلدل میں
سزا یہ کم نہیں اکیسویں صدی کے لئے

صدائے بربطِ دل اور سناز تشنہ لبی
یہی ہیں رندوں کے آداب مے کشی کے لئے

وقار گل کے علاوہ جہان میں یونس
غمِ بشر بھی مقدم ہے آدمی کے لئے

اظہارِ تشکر

مجاہدِ ختمِ نبوت، وکیلِ صحابہ، حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمہ اللہ کے سانحہ ارتحال پر جن دوستوں بزرگوں نے خود تشریف لاکر یا فون کے ذریعے/خطوط کے ذریعے ہمارے ساتھ ہمدردی اور محبت کا اظہار فرمایا ہے ہم اس پر تمام احباب کے تہہ دل سے ممنون ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ وہ حضرت قاسمی صاحب کو اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں گے اور ان کے مشن کو جاری رکھنے میں ہمارا بھرپور ساتھ دیں گے۔

والسلام

قاری عبدالحی عابد خطیب مدنی مسجد غازی آباد لاہور

جانشینِ قاسمی صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی چیئرمین سپریم کونسل سپاہِ صحابہ پاکستان

صاحبزادہ طاہر قاسمی چیئرمین قاسمیہ فری ڈسپنسری صاحبزادہ خالد محمود قاسمی نائب مہتمم جامعہ قاسمیہ فیصل آباد

حاجی ملک ماہر کرنالی

لہولہو کشمیر

تجھکو ہم کشمیر پکاریں چاہے پاکستان　　اپنی کتابِ ہستی کا تو ایک جلی عنوان
نام الگ ہیں لیکن ہم ہیں اک دوجے کی جان　　تو ہے ہماری شہ رگ، ہے یہ قائد کا فرمان

پاکستان ہے رانجھا تیرا تو ہے اس کی ہیر
اے میرے کشمیر، اے میرے لہو لہو کشمیر

وادیٔ دلکش بیشک تو ہے جنت کی تصویر　　تیرے منظر ہر اک دل کو کرتے ہیں تسخیر
پانی تیرا امرت دھارا مٹی بھی اکسیر　　کیوں نہ کہیں پھر تجھکو اپنے خوابوں کی تعبیر

حیف ستمگر نے کر ڈالا تجھ کو بے توقیر
اے میرے کشمیر اے میرے لہو لہو کشمیر

تیرے آنگن میں چھائی ہے جب سے غم کی شام　　ظلم و ستم نے ڈیرے ڈالے جب سے ہر ہر گام
ختم ہوا جس روز سے امن و راحت کا ہنگام　　جاگ اٹھتا ہے درد سا دل میں سنکر تیرا نام

تیرے دکھ پر اپنی اکھیاں کیوں بہائیں نیر
اے میرے کشمیر اے میرے لہو لہو کشمیر

کون سنے گا تیری ،جب سنسار ہو سب خاموش　　کس سے کریں فریاد جہاں میں، دیں کس کس کو دوش
سنگی ساتھی گونگے بہرے، منصف ہے مدہوش　　قاتل کہتا پھرتا ہے کہ وہ تو ہے نر دوش

خارالم سے دامن دل ہے تیرا لیر و لیر
اے میرے کشمیر اے میرے لہو لہو کشمیر

مانا کہ حالات تو آج بھی ہیں گمبھیر　　پھیلایا ہے عدو نے ہر سو اک دام تزویر
فضلِ خدا سے لیکن تیری بدلے گی تقدیر　　ڈھا دیں گے زنداں کو ماہرؔ! توڑ دیں گے زنجیر

دور نہیں ہے آزادی اب اور نہ ہو دل گیر
اے میرے کشمیر اے میرے لہو لہو کشمیر

مسافرانِ آخرت

گزشتہ مہینوں میں درج ذیل حضرات عالم آخرت کو سدھار گئے مجلس احرار اسلام کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المھیمن بخاری مدظلہ اور اراکین ادارہ نقیب ختم نبوت تمام مرحومین کیلئے دعاء مغفرت کرتے ہیں۔ احباب و قارئین سے بھی درخواست ہے کہ مرحومین کیلئے دعاء مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

☆ **حاجی نذر محمد صاحب مرحوم** (محبت پور، تحصیل میلسی ضلع وہاڑی) مجلس احرارِ اسلام کے قدیم کارکن اور حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے مرید۔

☆ **عبدالقیوم خان مرحوم**: مجلس احرارِ اسلام کلاچی (ڈیرہ اسمٰعیل خان) کے صدر محترم عبدالعزیز خان کے چچازاد

☆ **جناب غلام سرور راجپوت مرحوم**: مجلس احرارِ اسلام ملتان کے رکن ابو معاویہ محمد بشیر چغتائی کے خالو اور حکیم نور محمد صاحب کے بھائی۔

☆ **حاجی محمد رمضان مرحوم**: مجلس احرار اسلام ڈیرہ غازی خان کے قدیم کارکن

☆ **حافظ رشید احمد مرحوم**: جامعہ عثمانیہ رسول پارک لاہور کے مہتمم اور حاجی برکت علی مرحوم کے فرزند

☆ **مولانا حافظ قاضی محمد طاہر صاحب رحمہ اللہ**: ہمارے کرم فرما محترم قاضی محمد ارشد الحسینی (اٹک) کے چچا

☆ **حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ**: حضرت مولانا علاؤالدین مدظلہ کے ہم زلف، حضرت مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید اور ممتاز عالم دین ساکن چودھوان ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

حضرت مولانا
محمد علی جالندھری
رحمہ اللہ

تالیف: مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ
مقدمہ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

مجاہد ختمِ نبوت اور عظیم مبلغ کی داستان حیات جدوجہد اور خدمات
قیمت:=/100

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

اسامہ بن لادن عظیم مجاہد، افغان عوام اور امتِ مسلمہ کے محسن ہیں

اسامہ کو پاکستان، مصر یا کسی دوسرے مسلم ملک کے حوالے کرنے کی باتیں امریکی ایجنڈ جلس احرار اسلام عصر حاضر کے تمام لا دیں ی، غیر اخلا سوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گی

طالبان کی اسلامی حکومت تعلیم، تبلیغ، جہاد کی برکت ہے

امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

فیصل آباد (۹ فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ اسامہ بن لادن عظیم مجاہد، افغان عوام اور امتِ مسلمہ کے محسن ہیں۔ انہیں پاکستان، مصر یا کسی اسلامی ملک کے حوالے کرنے کی باتیں امریکی ایجنڈہ ہیں پاکستان میں اپنے شہریوں کو انصاف نہیں ملتا، اسامہ کے ساتھ کیا انصاف کریں گے۔ وہ جامعہ قاسمیہ فیصل آباد میں اجتماع جمعہ سے خطاب کر رہے تھے۔ اجتماع سے سپاہِ صحابہ کے رہنما اور مولانا ضیاء القاسمی کے جانشین مولانا زاھد محمود قاسمی نے بھی خطاب کیا انہوں نے کہا کہ یہ طالبان کا اپنا مسئلہ ہے ہماری حکومت کو اس میں مداخلت نہیں کرنا چاہیے سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ ہمارے اسلاف نے ہندوستان میں احیاء اسلام کی تابناک جدوجہد کی ہے حضرت شاہ ولی اللہؒ اوان کا خاندان، حضرت سید احمد شہیدؒ و شاہ اسمٰعیل شہیدؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ الہند محمود الحسنؒ، حضرت مدنیؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے ہم عصر تمام علماء حق نے اپنی زندگیاں نفاذِ اسلام کیلئے وقف کر رکھی تھیں علماء دیو بند ہی شاہ ولی اللہ کی جدوجہد کے امین بنے انہوں نے کہا کہ آج ہمیں اپنے اسلاف کے کردار و عمل اور تابندہ فکر کو بحال کرنا ہوگا علماء ہی بے دینوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں انہوں نے کہا کہ مجلس احرارِ اسلام تمام دینی جماعتوں کے شانہ بشانہ چل کر نفاذِ اسلام کی جدوجہد جاری رکھے گی۔ ہم عصرِ حاضر کے تمام لادین فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اور انہیں شکست و ذلت سے دوچار کریں گے۔ دینی مدارس ہمارے قلعے ہیں ہم اپنی جانوں پر کھیل کر ان کی حفاظت کریں گے۔ تعلیم، تبلیغ اور جہاد ہماری محنت کی مضبوط بنیادیں ہیں۔ اسلامی حکومت کا قیام انہی بنیادوں پر ممکن ہے۔ یہ بنیادی سنت ہیں انہیں چھوڑ کر کوئی کامیابی حاصل نہیں کی جاسکتی طالبان کی اسلامی حکومت، تعلیم، تبلیغ اور جہاد کی برکت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ کفار صرف اس لئے مال صرف کر رہے ہیں تاکہ مسلمانوں کو ان کی راہ سے گمراہ کریں امریکہ

اور یورپ کے کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے ہمدرد نہیں ان کے قرضے امداد اور ہمدردیاں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے ہٹا کر، جہاد کا سبق بھلا کر انہیں بے دین بنانے کیلئے ہیں مسلمانوں کو اپنے وسائل پیدا کر کے اللہ کی نصرت پر یقین کرتے ہوئے دین کی محنت کرنی [redacted] طالبان سب سے بڑی مثال ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت [redacted] حفاظت اور مخلوق کی خدمت ہمارے جہاد کا مقصد ہے ہم پوری قوت کے ساتھ کفر کے خلاف مزاحمت کریں گے۔

۞ جہاد قیامت تک جاری رہے گا اس کو ختم کرنے کی کسی میں جرأت نہیں

۞ جہاد فنڈز پر پابندی لگانے والے اسلام سے روگردانی کے مرتکب ہوئے ہیں

۞ وزیر داخلہ کے حالیہ بیانات پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانے کی امریکی پالیسی کے عکاس ہیں

امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

ملتان (۱۴ فروری) مجلس احرار اسلام کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری، ناظمِ اعلیٰ مولانا محمد اسحٰق سلیمی، ناظم نشر و اشاعت عبداللطیف خالد چیمہ اور سید محمد کفیل بخاری نے وزیرِ داخلہ جنرل ریٹائرڈ معین الدین حیدر کے اس بیان ''جہاد کے نام پر کسی کو چندہ لینے کی اجازت نہیں دی جائے گی''۔ کی مذمت کرتے ہوئے اپنے مشترکہ اخباری بیان میں کہا ہے کہ وزیر داخلہ جہادی تنظیموں پر پابندی لگانے کا خواب دیکھنا چھوڑ دیں۔ جہاد قیامت تک جاری رہے گا اس کو ختم کرنے کی کسی میں جرأت نہیں۔ جہاد بالمال کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے ان پر پابندی لگانے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ جہاد فنڈ ز پر پابندی لگانے والے اسلام سے روگردانی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ وزیرِ داخلہ اپنے اس بیان پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ وزیر داخلہ کے حالیہ بیانات پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانے کی امریکی پالیسی کے عکاس ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکی سفیر ولیم بی مائیلم کی حالیہ سرگرمیوں سے پاکستان کی فضا مکدر ہوئی ہے امریکی سفیر نے حکمرانوں کو جہادی تنظیموں پر پابندی عائد کرنے کا حکم دیا ہے۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ حکمران مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے جہاد کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں انہیں جہادی اور بھتہ میں فرق معلوم ہونا چاہیے پاکستان کے غیور عوام ان ناجائز پابندیوں کو ہرگز قبول نہیں کریں گے انہوں نے کہا کہ وزیر داخلہ مذہبی طاقتوں سے خائف و پریشان ہو کر اشتعال انگیز بیانات دے کر ملک میں بدامنی اور انتشار پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں ایسے لادین عناصر کو حکومت میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ احرار رہنماؤں نے چیف ایگزیکٹو جنرل مشرف سے مطالبہ کیا کہ وہ سیکولر اور لبرل وزیر داخلہ کو برطرف کر

کے اپنی دینی وملی غیرت کا ثبوت دیں کیونکہ ایسے عناصر ملک وملت کیلئے نقصانِ عظیم کا باعث بنتے ہیں انہوں نے کہا کہ فوج خود بہت بڑی جہادی تنظیم ہے لیکن جہادی تنظیموں کے خلاف کارروائیاں نہایت معنیٰ خیز ہیں پاکستان کی غیور قوم ان پابندیوں کو مسترد کرتے ہوئے مجاہدین کی مالی امداد کو جاری رکھیں گے۔

۞ بسنت غیر اسلامی ، غیر اخلاقی اور ہندوانہ رسم ہے جس کو منا کر دو قومی نظریہ کی توہین کی جارہی ہے

۞ ہندو کشمیری مسلمانوں کو بے گناہ قتل کر رہا ہے جبکہ اس تہذیب کو منانے والے شہداء کشمیر کے مقدس خون سے غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں

۞ یہود ونصاریٰ پاکستان دشمن اپنے ایجنٹوں کے ذریعے بسنت جیسی فضول رسم میں الجھا کر اپنے مقاصد کی تکمیل کر رہے ہیں

سید محمد کفیل بخاری مدیر ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان

ملتان (۱۷، فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ بسنت، غیر اسلامی، غیر اخلاقی اور ہندووانہ رسم ہے جس کو منا کر نہ صرف اپنی معیشت کو کمزور کر کے بھارت کو معاشی طور پر مستحکم کیا جا رہا ہے بلکہ دو قومی نظریہ کی توہین کی جا رہی ہے۔ ہندو کشمیری مسلمانوں کو بے گناہ قتل کر رہا ہے جبکہ اس تہذیب کو منانے والے شہداءِ کشمیر کے مقدس خون سے غداری کے مرتکب ہو کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا بھارت پاکستان کا ازلی دشمن ہے وہ پاکستان کو ختم کرنے کی کوششوں میں مصروفِ عمل ہے۔ یہود ونصاریٰ، پاکستان دشمن اور اپنے ایجنٹوں کے ذریعے بسنت جیسی فضول رسم میں الجھا کر اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے سرگرم عمل ہے تاکہ پاکستانی قوم کو اخلاقی طور پر تباہ وبرباد کیا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ عالم کفر مسلم امہ سے اس کی تہذیب وثقافت چھین کر، کیبل ٹی وی نیٹ ورک، ویلنٹائن ڈے اور بسنت جیسی کافرانہ رسومات رائج کر کے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل اور بھیانک خواب کی سچی تعبیر دیکھنا چاہتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ طاغوتی وفرعونی طاقتوں کے پنجے سے نکل کر کافرانہ تہذیب کو ان کے منہ پر دے ماریں اور اپنی تہذیب وثقافت کو سینے سے لگا کر اسلام دوستی اور حب الوطنی کا ثبوت دیں۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ بسنت نہ صرف وقت کا ضیاع ہے بلکہ یہ قیمتی جانوں اور پیسے کے بے جا تصرف کا موجب بھی ہے۔ کروڑوں روپیہ بسنت پر خرچ کرنے کی بجائے یہ رقم جہادِ کشمیر فنڈ میں جمع کرا دیا جائے تو یہ آزادی کشمیر کی نوید ثابت ہوگا۔ انہوں نے

حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ بسنت کی سرکاری سرپرستی کی بجائے اس پر پابندی لگائے تاکہ اس موقع پر ہونے والی فضول خرچی، بے ہودہ مصروفیات، فحاشی و عریانی اور دہشت گردی کا سدباب کیا جا سکے یہ اقدام وقت کی اہم ضرورت اور دیندار طبقہ کے دل کی آواز ہے۔

طالبان پر اقوام متحدہ کی اقتصادی پابندیاں سراسر ناجائز اور ظالمانہ اقدام ہے

عالم اسلام کا اخلاقی و دینی فرض ہے کہ وہ اس مشکل وقت میں طالبان کے دست و بازو بنیں

آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا

''بسنت،، اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن ہندوؤں کی رسمِ قبیح ہے

امیر احرار حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

صادق آباد (۱۷، فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے دفتر احرار مدرسہ معمورہ میں کارکنوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ طالبان پر اقوام متحدہ کی اقتصادی پابندیاں سراسر ناجائز اور ظالمانہ اقدام ہے۔ عالم اسلام کا اخلاقی و دینی فرض ہے کہ وہ اس مشکل وقت میں طالبان کے دست و بازو بنیں۔ طالبان کی مالی امداد کر کے عالم طاغوت کو دندان شکن جواب دیں۔ انہوں نے بتایا کہ مجلس احرار اسلام نے اس دینی وملی فریضہ کو انجام دیتے ہوئے ''طالبان امدادی فنڈ'' قائم کر دیا ہے، گزشتہ دنوں دفتر احرار لاہور سے نقد رقوم اور گرم کپڑوں کا ایک ٹرک پہلی قسط کے طور پر افغانستان کے سفارتی نمائندے کے سپرد کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وزیر داخلہ نے جہاد کو دہشت گردی اور جہاد فنڈ کو بھتہ قرار دے کر اپنے خبثِ باطن کا اظہار کیا ہے۔ افسوس کہ امریکہ اور حکمرانوں کی بولی ایک ہے۔ انہوں نے کہا کہ وزیر داخلہ اپنی جہالت دور کریں اور نبی علیہ السلام کے ارشادِ گرامی کا مطالعہ کریں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''جہاد قیامت تک جاری رہے گا'' اب وزیر داخلہ ہوں یا کوئی اور، وہ جہاد کو ختم کر سکتے ہیں نہ جہادی تنظیموں کو۔ انگریز بھی مرزا قادیانی کے ذریعے جہاد کو بند نہ کر سکے۔ حکمرانوں کے حالیہ بیانات اور اقدامات پاکستان کو سیکولر اور لبرل ریاست بنانے کی امریکی پالیسی کے عکاس ہیں۔ یہ اشتعال انگیزی ہے، جس سے ملک کی فضا مکدر اور حالات کشیدہ ہوں گے۔ انہوں نے بعض شہروں میں پولیس کی طرف سے دکانداروں کو دھمکانے اور دکانوں سے جہادی فنڈ کے بکسوں کو ہٹانے اور اٹھانے کے کافرانہ اقدام کی شدید مذمت کی ہے انہوں نے کہا کہ یہ اشتعال انگیز ہے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ قوم کو ''بسنت'' اور ''ویلنٹائن ڈے'' (یوم محبت) جیسی غیر اخلاقی اور کافرانہ رسومات میں الجھا کر اس کے اصل کام سے

ہٹایا جارہا ہے۔ ایک مخصوص طبقہ پاکستان میں بے حیا اور آبرو باختہ معاشرہ تشکیل دینے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے، ''بسنت'' اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن ہندوؤں کی رسم قبیح ہے۔ ہندو کشمیر میں مسلمانوں کو بے گناہ قتل کر رہے ہیں جبکہ پاکستان کے حکمران اور قوم کے اوباش افراد ہندو تہوار ''بسنت'' منا کر شہداءِ کشمیر کے مقدس خون سے غداری کرر ہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ''بوکاٹا'' کے شور میں آزادیٔ کشمیر کے نعرہ کو دبانے کی سازش ناکام بنا دی جائے گی۔ امیرِ احرار نے کہا کہ اس کافرانہ رسم پر اربوں روپے تباہ کرنے کی بجائے اگر جہاد فنڈ میں یہ رقم جمع کرادی جائے تو آزادیٔ کشمیر کی منزل قریب تر ہوسکتی ہے اور اس رقم سے ملکی قرضے بھی اتارے جاسکتے ہیں سید عطاء المہیمن بخاری نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ''بسنت'' کی سرکاری سرپرستی کرنے کی بجائے اس پر پابندی لگائی جائے تا کہ اس موقع پر ہونے والی فحاشی و عریانی اور دہشت گردی کا سدِ باب ہو انہوں نے کہا کہ جہادی تنظیموں اور مجاہدین کو دہشت گرد قرار دینے والے حکمران ''بسنت'' پر ہونے والی کلاشنکوف کی فائرنگ، کو نہ روک سکے۔ انہوں نے کہا کہ جہاد اور جہادی تنظیموں کو ختم کرنے اور دینی مدارس پر قبضہ کر کے انہیں بند کرنے کا خواب دیکھنے والے حکمران ملک سے چوری، اغواء، زنا، جواء، ڈکیتی قتل و غارت گری اور عریانی و فحاشی کو تو بند نہ کر سکے حکمرانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جہاد انہی بیماریوں اور جرائم کو ختم کر کے معاشرہ میں امن و سلامتی قائم کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔

دنیا بھر کے مسلمانوں میں جذبہ جہاد بیدار ہو رہا ھے

چیچنیا اور فلسطین کے نہتے مسلمانوں کو بے گھر کر کے ان کا ظالمانہ قتل مسلمان کے وجود کو مٹانے کی خواہش ہے

ہم امریکہ، روس ، برطانیہ، اسرائیل، بھارت کے اسلام دشمن عزائم خاک میں ملا دیں گے

حضرت امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

میاں چنوں (۲۳ فروری) جامع مسجد عثمانیہ میں حرکت المجاہدین کے زیر اہتمام جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے حضرت امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے کہا کہ دنیا بھر کے مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار ہو رہا ہے۔ یہود و نصاریٰ جہاد کو مٹانے کیلئے اکھٹے ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسامہ کا بہانہ بنا کر افغانستان پر حملہ اور اقتصادی پابندیاں عرب ممالک کی دولت ہتھیانے کیلئے عراق پر مسلسل حملے اور پابندیاں، چیچنیا اور فلسطین کے نہتے مسلمانوں کو بے گھر کر کے ان کا ظالمانہ قتل یہ سب کچھ دنیا سے مسلمانوں کا وجود مٹانے کی سفاک خواہشیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم امریکہ و روس، برطانیہ و اسرائیل اور بھارت کے اسلام دشمن عزائم کو خاک میں ملا دیں گے۔ انہوں نے کہ طالبان مسلمانوں کی امداد کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ ہم ان کی اخلاقی و مالی امداد سے

کسی بھی صورت میں دستبردار نہیں ہوں گے۔ طالبان نے اسلامی حکومت قائم کر کے کئی نسلوں کا قرض اتارا ہے۔ افغانستان کا اسلامی انقلاب دنیا بھر کے مسلمانوں اور مسلم حکمرانوں کیلئے فکر و ہدایت کا باعث ہے۔ حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ بیسویں صدی کے سب سے بڑے آدمی ہیں۔ انہوں نے گزشتہ کئی صدیوں کی نقاب الٹ کر تاریخ کا سب سے بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ صدیوں میں ایسے آدمی کی نظر نہیں ملتی انہوں نے کہا کہ ہماری ہر قسم کی حمایت حضرت امیر المؤمنین کیلئے ہے اور ہمیں طالبان کی حمایت سے کوئی روک نہیں سکتا جلسہ سے حرکت المجاہدین کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا قاسم نے بھی خطاب کیا۔

☆ فریضۂ جہاد فاسق و فاجر حکم رانوں کی ضرورتوں اور مفادات کے تابع نہیں

☆ اسلام اور مسلمانوں کا تحفظ جہاد سے ہی ممکن ہے

☆ جہاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کے لئے نعمت ہے

حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

ریتڑہ (۲۵، فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے کہا ہے کہ فریضۂ جہاد فاسق و فاجر حکمرانوں کی ضرورتوں اور مفادات کے تابع نہیں۔ جہاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے۔ تمام انبیاء و رسل نے فریضۂ جہاد اداء کیا ہمارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی جہاد کیا اور یہ پیش گوئی بھی فرمائی کہ ''جہاد قیامت تک جاری رہے گا'' جب کسی نبی اور رسول نے جہاد کو بند نہیں کیا تو اب کوئی بھی شخص مسلمانوں کو کفار و مشرکین کے خلاف جہاد کرنے اور چندہ جمع کرنے سے نہیں روک سکتا۔ وہ جامع مسجد ریتڑہ تحصیل تونسہ میں ایک جلسہ سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہودی و عیسائی اور تمام کافر ممالک مسلمانوں سے صرف جہاد کی برکت سے خوفزدہ ہیں۔ جہاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کیلئے نعمت ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کا تحفظ جہاد سے ہی ممکن ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس فریضہ سے روگردانی کرنے والے اور راستہ روکنے والے اللہ کے عذاب کا شکار ہو کر نشان عبرت بن جائیں گے۔

ستائیسویں ۲۷ سالانہ
مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ

۱۰، محرم ۱۴۲۲ھ ۵، اپریل ۲۰۰۱ء بروز جمعرات
صبح ۱۰ بجے تا نمازِ عصر

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☆ خود مختار کشمیر یا تھرڈ آپشن دراصل امریکی ایجنڈا ہے

☆ یہودی وقادیانی ایجنٹ اعجاز منصور کی امریکہ سے پراسرار پاکستان آمد انتہائی تشویشناک ہے

☆ افغانستان اور کشمیر میں اسلام اور پاکستان کی جنگ لڑی جا رہی ہے

☆ امریکی ایجنڈے پر کام کرنے والے حکمران اور سیاست دان دین وملک اور قوم سے غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں

☆ امریکہ اور اس کے [illegible] کے غیر انسانی رویوں کے خلاف [illegible] ہے

☆ عالمی مالیاتی ادارے پاکستان کو معاشی واقتصادی طور پر تباہ کر کے اسلامی انقلاب کا راستہ روکنا چاہتے ہیں

عبداللطیف خالد چیمہ ناظم نشریات مجلس احرار اسلام

چیچہ وطنی (۵، فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم نشریات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ خود مختار کشمیر یا تھرڈ آپشن دراصل امریکی ایجنڈا ہے اور عبدالستار ایدھی سمیت بعض نامور شخصیات شعوری یا غیر شعوری طور پر اس خطرناک منصوبے پر عمل درآمد کیلئے مہرے کے طور پر استعمال ہو رہی ہیں۔ وہ الحمد رد فاؤنڈیشن چیچہ وطنی کے زیر اہتمام شہداء ختم نبوت چوک میں ''یوم یکجہتی کشمیر'' کے سلسلہ میں منعقدہ اجتماع سے خطاب کر رہے تھے، مختلف مکاتب فکر کے نمائندہ علماء کرام اور مذہبی وسیاسی شخصیات نے بھی خطاب کیا۔

خالد چیمہ نے کہا کہ تقسیم ملک کے وقت گورداسپور کو انڈیا میں شامل رکھنے سے متعلق باؤنڈری کمیشن کے سامنے قادیانی جماعت کے مؤقف کی بنا پر کشمیر کو انڈیا سے زمینی راستہ میسر آیا جو آج تک مسئلہ کشمیر کے حل کے ضمن میں بڑی رکاوٹ ہے انہوں نے کہا کہ منکر جہاد قادیانی گروہ آج بھی طرح طرح کی سازشوں کے ذریعے ایسے مسائل کھڑے کر رہا ہے جن سے ملکی سلامتی کو خطرہ ہے انہوں نے کہا کہ یہودی وقادیانی ایجنٹ اعجاز منصور کی امریکہ سے پاکستان آمد اور پراسرار دورے انتہائی تشویشناک ہیں اور ملک کی خود مختاری اور اندرونی معاملات کے حوالے اس کی سرگرمیاں نہایت قابلِ اعتراض ہیں، حکومت کو اسکی وضاحت کرنی چاہیے۔

۞ چیچہ وطنی (۱۶، فروری) مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ''پاکستان میں بڑھتی ہوئی امریکی مداخلت'' کے حوالے سے منعقدہ مجلس مذاکرہ کے مقررین نے کہا ہے کہ امریکہ مسلم ممالک میں اپنی مرضی کی قیادت مسلط کر کے مسلمانوں کو دفاعی لحاظ سے مزید کمزور کرنا چاہتا ہے پاکستان کو امریکی مفادات اور امریکی پالیسیوں کے تابع بنا کر رکھ دیا گیا ہے، افغانستان اور کشمیر میں اسلام اور پاکستان کی جنگ لڑی جا رہی ہے قوم کو مرعوبیت سے نکال کر خود

داری سکھانے والے خود امریکہ کی مرضی کے غلام بن کر رہ گئے ہیں خان محمد افضل کی صدارت میں دفتر احرار جامع مسجد چیچہ وطنی میں ہونے والے مذاکرے سے ممتاز عالمِ دین مولانا محمد ارشاد، جمعیت علماء اسلام کے مولانا عبدالباقی اور مفتی عثمان غنی، جماعت اسلامی کے خان حق نواز خان، پریس کلب کے سرپرست اسلم شیخ فلاحی تنظیم المجاہد کے محمد شفیق ڈوگر، مجلس احرار اسلام کے عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا عبدالنعیم نعمانی، سپاہ صحابہ کے مولانا لطف اللہ، جیش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حافظ جاوید نے خطاب کیا، مولانا محمد ارشاد نے کہا کہ ایمان واخلاص کی طاقت سے مسلح ہو کر روس کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے امریکہ کی بربادی کا سامان پیدا کر رہے ہیں سچائی اور استقامت کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکے گا خان حق نواز خان نے کہا کہ ہمارے حکمران قوم کو ذہنی غلامی کی طرف دھکیل رہے ہیں امریکہ ایجنڈے پر کام کرنے والے حکمران اور سیاستدان دین اور ملک وقوم سے غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی پالیسیوں پر کام کرنے والے دہشت گردی کے نام پر مذہبی قوتوں کو بلیک میل نہیں کر سکتے میجر (ر) محمد شفیق ڈوگر نے کہا کہ قرضے دیکر پاکستان کو مجبور کیا گیا کہ ملک کی تمام اقتصادی و سیاسی پالیسیاں امریکی مفادات کے مطابق بنائی جائیں محمد اسلم شیخ نے کہا کہ ہماری حکومتیں بنتی اور ٹوٹتی امریکہ میں ہیں، کارگل کا ہیرو وھاں جا کر زیرو ہو گیا مفتی عثمان غنی نے کہا کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں اور این جی اوز کے پردہ میں پاکستان کی سلامتی کے خلاف خطرناک کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ مولانا عبدالباقی نے کہا کہ امریکہ مذہبی قوتوں سے ہی خوفزدہ ہے اور وہ ہمارے حکمرانوں کی اپنی مرضی کے اسباق پڑھا رہا ہے حافظ جاوید نے کہا کہ غلبۂ اسلام پاکستان کا مقدر ہے اور مسلمان کا مقصد حیات بھی یہی ہے کہ اللہ کی حکمرانی قائم کرے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ جہاد کو دہشت گردی کہنے والے وزیر داخلہ امریکہ نوکری کا حق نمک ادا کر رہے ہیں امریکہ اور اس کے حاشیہ برداروں کے غیر انسانی رویوں کے خلاف بیداری پیدا کرنا ہمارا فطری حق ہے پاکستان کشمیر اور افغانستان کا بیس کیمپ ہے مولانا عبدالنعیم نعمانی نے کہا کہ امریکہ ومغرب افغانستان سے خائف نہیں بلکہ افغانستان میں جو نظام نافذ کیا گیا ہے جس سے ایک ماڈل اسلامی حکومت سامنے آئی ہے اس سے خائف ہے۔ سپاہ صحابہ کے مولانا لطف اللہ نے کہا کہ جنرل مشرف ہمیں بنیاد پرستی کا طعنہ دیکر اپنے امریکی آقا کو خوش کرنے کی مذموم کوشش میں لگے ہوئے ہیں بنیاد پرستی ہمارے لیئے طعنہ نہیں اعزاز ہے مذاکرہ میں مرکزی انجمن تاجران، انجمن شہریاں اور الحمد ردفاؤنڈیشن کے نمائندوں سمیت ممتاز مذہبی شخصیات نے بھی شرکت کی جامعہ علوم شرعیہ ساھیوال کے مولانا محمد نذیر نے دعا کرائی۔

❁ بورے والا (۱۸، فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری نے کہا

ہے کہ تمام مذہبی قوتوں کو اسلامی نظام کے عملی نفاذ سے یک نکاتی ایجنڈے پر متحد ہوکر حکومت پر اپنا دباؤ بڑھانا چاہیے، عالمی مالیاتی ادارے پاکستان کو معاشی و اقتصادی طور پر تباہ کر کے دراصل افغانستان میں برپا ہونے والے اسلامی انقلاب کا راستہ روکنا چاہتے ہیں مولانا عبدالنعیم نعمانی کی رھائش گاہ پر پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جہاد کو دہشت گردی اور چندے کو بھتہ قرار دینے والے وزیر داخلہ حواس باختہ ہوگئے ہیں انہوں نے کہا کہ حکومت این جی اوز کو لادینیت اور بدکاری پھیلانے کیلئے فنڈ زمہیا کر رہی ہے جبکہ جہادی تنظیموں کو عوام الناس سے ملنے والے عطیات بند کرنا چاہتی ہے لیکن ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم نشریات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں پاکستان میں اپنی زمینیں خرید کر اپنا تسلط بڑھانا چاہتی ہیں اس طرح ایک طویل دورانیے والی خطرناک سازش پر عمل ہو رہا ہے جس کا تعلق براہِ راست ہمارے مذہب اور ملکی خودمختاری سے ہے حکمران تمام پالیسیاں مفادات کے تابع ہو کر بنا رہے ہیں بعد ازاں بورے والا اور علاقائی کارکنوں کی تربیتی نشست سے سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور سید محمد یونس بخاری نے خطاب کیا، مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن میاں محمد اویس (لاہور) محمد آصف چیمہ (چیچہ وطنی) اور ابومعاویہ عبدالقادر خالد (چیچاوطنی) بھی اس موقع پر موجود تھے سید کفیل بخاری اور خالد چیمہ نے جماعت کے تنظیمی امور کا جائزہ لیا اور اپنی نگرانی میں مقامی انتخابات کرائے۔

۞ بعد ازاں احرار رہنماؤں نے مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں مولانا عبدالرؤف نعمانی اور جامعہ حنفیہ میں قاری محمد طیب سے ملاقات کی بعد نماز مغرب صوفی عبدالشکور احرار کی طرف سے دی گئی ضیافت میں بھی شرکت کی۔

امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی تبلیغی و تنظیمی مصروفیات

☆ ۲۸، فروری ۲۰۰۱ء درسِ قرآن کریم، مسجد نور ملتان، بعد نماز عشاء

☆ ۲، مارچ: خطبۂ جمعہ مدنی مسجد احرار مرکز چنیوٹ

☆ ۳ تا ۹، مارچ: قیام چناب نگر عید الاضحیٰ و خطبۂ جمعہ مسجد احرار چناب نگر

☆ ۱۱، ۱۲، مارچ: قیام ملتان

☆ ۱۳، مارچ: خطاب بعد از ظہر بہاولپور گھلواں (داعی مولانا نظام الدین صاحب، حاجی غلام مصطفی)

☆ ۱۴، تا ۱۸ مارچ: خطبات و ملاقات کارکنان احرار شہلی غربی، حاصل پور چشتیاں، بہاول نگر

☆۲۰،تا۲۴، مارچ قیام چناب نگر

☆ ۲۲، ۲۳، مارچ دوروزہ شھداءِ ختم نبوت کانفرنس مسجد احرار چناب نگر

☆ ۲۵، ۲۶، مارچ (اتوار، پیر) قیام دفتر احرار مسلم ٹاؤن لاہور

☆ ۲۶، مارچ: بروز پیر بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر و اصلاحی بیان: دفتر احرار لاہور

☆ ۲۹، مارچ بروز جمعرات ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان۔ دارِ بنی ہاشم ملتان

☆ ۳۰، مارچ خطبۂ جمعہ ملتان ☆۵۔اپریل تک قیام ملتان

۵، اپریل، ۱۰ محرم بروز جمعرات نظاب مجلس ذکرِ حسین، دارِ بنی ہاشم ملتان

۶، اپریل خطبۂ جمعہ مدنی مسجد احرار مرکز چنیوٹ

مجلس احرارِ اسلام کے زیر اہتمام مدرسہ ختم نبوت، مسجد احرار، چناب نگر میں

فری آئی کیمپ

امیر احرار، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المھیمن بخاری دامت برکاتھم کی سرپرستی میں چناب نگر کے غریب اور پسماندہ مسلمانوں کی خدمت کے لئے

۲۵، ۲۶، ۲۷، فروری ۲۰۰۱ء کو مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار چناب نگر میں امراض چشم کے مفت علاج اور آپریشن کا اہتمام کیا گیا ☆ محترم ملک محمد یوسف صاحب (لاہور) نے ادویات اور نقد رقوم سے تعاون فرمایا

☆ محترم ڈاکٹر اخلاق احمد صاحب (ماہر امراض چشم الائیڈ ہسپتال فیصل آباد) نے اپنے عملے سمیت قیمتی وقت نکال کر تین دن اس کارِ خیر کیلئے وقف فرمائے۔ انہوں نے ۲۰۳ مریضوں کا معائنہ کیا اور فوری ادویات تجویز کیں جبکہ ۱۵ مریضوں کی آنکھوں کا آپریشن کیا۔ مریضوں اور ان کے لواحقین کے قیام و طعام کا انتظام مجلس احرارِ اسلام نے کیا۔ مدرسہ ختم نبوت کے اساتذہ خصوصاً مولانا محمد مغیرہ نے تمام امور کی نگرانی فرمائی، طلباء اور خدام نے مریضوں کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ تمام معاونین کو اس کارِ خیر کو انجام دینے پر جزاءِ خیر عطاء فرمائے۔ (آمین)

منجانب: مجلس احرار اسلام پاکستان

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کا

بیسواں سہ روزہ سالانہ اجتماع

۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹
ذی الحجہ
۱۴۲۱ھ
۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵
مارچ
۲۰۰۱ء
جمعرات
جمعہ
ہفتہ
اتوار

جامعہ اشرفیہ
فیروز پور روڈ
لاہور میں منعقد ہوگا

جسمیں

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ

کے سلسلہ کے مجازین

خلفاء کرام و دیگر علماء کرام و مشائخ عظام ہند و پاک کے

علاوہ، دیگر ممالک سے شرکت فرمائیں گے، تمام مسلمانوں سے شرکت کی استدعا ہے

نوٹ: ان شاء اللہ تعالیٰ ۲۴ مارچ بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء جامعہ اشرفیہ کے فضلاء کی دستار بندی ہوگی۔

نوٹ: شرکت کیلئے باہر سے آنیوالے حضرات کا قیام جامعہ میں ہوگا، موسم کے مطابق بستر ہمراہ لادیں

نوٹ: (۱) اس مرتبہ انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۲ مارچ بروز جمعرات بعد نماز عشاء سے اجتماع کا آغاز ہوگا۔ (۲) حسب معمول روزانہ بعد نماز عصر اصلاحی مجالس کا خصوصی اہتمام ہوگا۔

منجانب مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور۔ فون ۷۵۸۱۵۰۴، ۵۸۶۳۳۶۹، ۹۵۰۵۸۳

شائع کردہ: مجلس صیانۃ المسلمین ... لاہور، پوسٹ کوڈ ۵۴۹۲۰۔ فون، 6661584-6551774

خوشخبری

محقق دوراں جانشینِ امیرِ شریعت حضرت مولانا

سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

کی بے مثال علمی و تحقیقی تالیف مع اضافات جدید

احکام و مسائل

خطباتِ جمعہ، نکاح و عیدین

ایک ایسی کتاب جس کا تمام علمی حلقوں میں برسوں سے انتظار کیا جا رہا تھا
پہلی بار جدید کمپیوٹر کتابت، اعلیٰ سفید کاغذ، عمدہ طباعت اور جاذبِ نظر سرورق کے ساتھ انشاء اللہ فروری میں پیش کی جا رہی ہے

علماء، طلباء اور عامۃ الناس کے لئے تقریباً 525 صفحات پر مشتمل دینی معلومات کا ایک نادر و نایاب علمی تحفہ

قیمت 250 روپے

عنوانات

- فضائل و احکام جمعہ
- فضائل و احکام رمضان
- احکام عید الفطر
- احکام عید الاضحیٰ
- اسلام کا قانونِ نکاح
- فضائل و احکام عقیقہ
- فضائل و احکام صلوٰۃ الاستسقاء
- فضائل و احکام دعا قنوت نازلہ

نوٹ

کتاب کی ضخامت میں 125 صفحات کے غیر متوقع اضافہ اور کاغذ کی ہوشربا گرانی کے باعث کتاب کی نئی قیمت 250 روپے مقرر کی جا رہی ہے۔ البتہ جن حضرات نے سابقہ قیمت کے حساب سے ایڈوانس رقم روانہ کر دی ہے۔ انہیں اسی کے مطابق کتاب مہیا کی جائے گی۔ ادارہ

ناشر **معاویہ پبلیکیشنز**

۲۳۲ کوٹ تغلق شاہ ملتان۔ فون ۵۷۲۰۴۴

61

تاریخ تحفظ ختم نبوت سیریز

محمد طاہر عبدالرزاق کی مرزائیت شکن کتابیں

۱۔ شمع ختم نبوت کے پروانوں کی باتیں =/۸۰ روپے
۲۔ کاروان تحریک ختم نبوت کے چند نقوش =/۸۰ روپے
۳۔ جنہیں ختم نبوت سے عشق تھا =/۸۰ روپے
۴۔ تحریک ختم نبوت کی یادیں =/۸۰ روپے
۵۔ دفاعِ ختم نبوت =/۸۰ روپے
۶۔ محاصرہ قادیانیت =/۹۰ روپے
۷۔ قادیانی غداروں کی نشاندہی =/۹۰ روپے
۸۔ فتنۂ قادیانیت کے تعاقب میں =/۹۰ روپے
۹۔ شاہراہ عشق کے مسافر =/۹۰ روپے
۱۰۔ ختم نبوت کے محافظ =/۹۰ روپے
۱۱۔ مجاہدین ختم نبوت کی داستانیں =/۹۰ روپے
۱۲۔ ناموس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسبان =/۹۰ روپے

تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کے ایمان افروز بیانات
کارکنوں کے جرأت مندانہ کارنامے اور یادداشتیں
شعداء ختم نبوت کے ایمان پرور واقعات
مجاہدوں کی داستانیں محافظوں کی باتیں
غداروں کی گھاتیں

قادیانیت کش

مرزا قادیانی کے اخلاق، لباس، خوراک، شاعری اور ڈاکٹر عبدالسلام کی پاکستان دشمنی کے بارے میں مستند دستاویز (قیمت =/۷۰ روپے)

دجال قادیان

قادیان کے بدکردار،
مرزا قادیانی کو کس نے
اور کیوں نبی بنایا؟ (=/۷۰ روپے)

فتنۂ قادیانیت کو پہچانیے

قادیانیت کا ہر گوشہ آئینہ حقیقت کے سامنے
(=/۱۵۰ روپے)

قادیانیت شکن =/۷۵ روپے

سینکڑوں عنوانات پر مشتمل دینی و تاریخی سیریز تحریک کے ہر کارکن کے مطالعہ کے لئے مصنف کا بہترین تحفہ

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ
پر پی ایچ ڈی کی رجسٹریشن

بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان شعبۂ اردو میں محمود الحسن اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج سول لائنز ملتان، کی پی ایچ ڈی کی رجسٹریشن بعنوان ''اردو ادب و خطابت میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ،، ہوگئی ہے۔ جن اصحاب کے پاس مندرجہ بالا عنوان سے متعلق مواد ہو تو مطلع فرمائیں راقم استفادہ کے لئے خود حاضر ہوگا اور اگر متعلقہ مواد کی فوٹو کاپی ارسال فرمادیں تو اس کے جملہ مصارف راقم برداشت کرے گا۔

رابطہ: پروفیسر محمود الحسن قریشی معرفت دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

(فون: 511961 - 061)

حکیم قاری جمیل احمد معدہ کے السر، اعصابی و جنسی کمزوری، دائمی نزلہ اور یرقان کے یقینی علاج کے لئے تشریف لائیں۔

جمیل دواخانہ، جامع مسجد روڈ، بہار کالونی کراچی

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ)
مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام

جنت میں گھر بنائیے!

مرکزی مسجد عثمانیہ

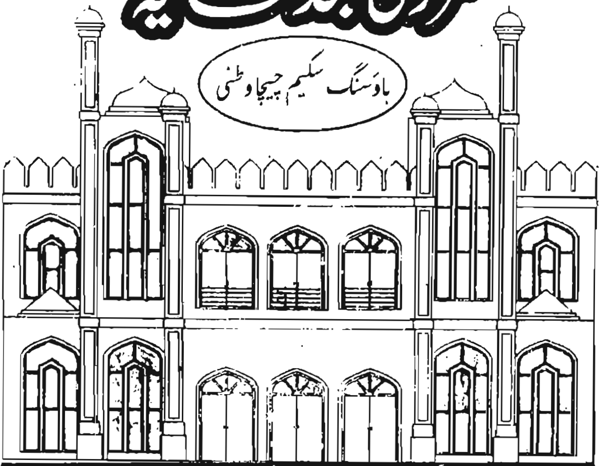

آرکیٹیکٹ: محمد عمران محبوب فیصل آباد 754274

مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی کی تعمیر جاری ہے نقد یا سامان کی صورت میں تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور اللہ سے اجر پائیں

رابطہ و معلومات اور ترسیل زر کے لیے

دفتر دار العلوم ختم نبوت بلاک نمبر 12 چیچا وطنی **فون نمبر:** 0445 - 611657

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2324-9 نیشنل بنک جامع مسجد بازار چیچاوطنی

اکاؤنٹ بنام: مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی

منجانب

انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ) فون نمبر 0445 - 610955

ای بلاک لوانکم ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی۔ ضلع ساہیوال پاکستان

وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم دینی ادارے

اپیل: وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم اڑتیس مدارس، قرآن وحدیث کی تعلیم وتبلیغ میں مصروف ہیں۔ اخراجات کا تخمینہ تقریباً تیس لاکھ روپے سالانہ۔ جس میں طلباء کی رہائش، وظائف اور دیگر ضروریات، طعام، علاج شامل ہیں۔ تعمیرات اور توسیع کے اخراجات علاوہ ہیں۔ اکثر مدارس کا خرچ وفاق کے ذمہ ہے جبکہ بعض مدارس اپنا خرچ خود پورا کرتے ہیں۔ اہل خیر سے درخواست ہے کہ اپنے عطیات اور زکوٰۃ صدقات عنایت فرما کر اللہ سے اجر پائیں۔

☆ مدرسہ معمورہ جامع مسجد ختم نبوت، دار بنی ہاشم، ملتان فون061-511356

☆ مدرسہ معمورہ، مسجد نور تغلق روڈ ملتان ☆ جامعہ بستان عائشہؓ (برائے طالبات) دار بنی ہاشم، ملتان فون 061-511356

☆ جامعہ معاذ بدھلہ روڈ، ملتان (زیر تعمیر) ☆ مدرسہ طوبیٰ، 17 کسی۔ وہاڑی روڈ ملتان

☆ مدرسہ تعلیم القرآن مکی مسجد چوک حرم گیٹ ملتان ☆ مسجد مولوی محمد رمضان والی محلہ کوٹلہ تولے خان

☆ مدرسہ معمورہ۔ C-69 حسین سٹریٹ وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن۔ لاہور فون042-4865465

☆ مدرسہ ختم نبوت، مسجد احرار۔ چناب نگر (ربوہ) ضلع جھنگ فون04524-211523

☆ بخاری پبلک سکول۔ چناب نگر (ربوہ) ضلع جھنگ ☆ احرار مرکز، مدنی مسجد، بخاری ٹاؤن۔ سرگودھا روڈ چنیوٹ ضلع جھنگ (زیر تعمیر)

☆ مدرسہ ختم نبوت لال مسجد بستی کھچیاں چناب نگر ☆ مدرسہ فاروق اعظم، موضع اصحابہ چک کالی مال ضلع جھنگ

☆ مدرسہ محمودیہ، مسجد المعمور ناگڑیاں، ضلع گجرات ☆ دار العلوم ختم نبوت، جامع مسجد چیچا وطنی فون0445-611657

☆ دار العلوم ختم نبوت (احرار ختم نبوت سنٹر) مرکزی مسجد عثمانیہ، ہاؤسنگ سکیم چیچا وطنی، فون0445-610955

☆ مدرسہ ومسجد معاویہ جھنگ روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ ☆ مسجد صدیقیہ، کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

☆ مدرسہ ابو بکر صدیقؓ جامع مسجد ابو بکر صدیقؓ، تلہ گنگ، ضلع چکوال فون05776-412201

☆ مدرسہ احرار اسلام مسجد سیدنا علی المرتضیٰؓ چکڑالہ ضلع میانوالی (زیر تعمیر)

☆ مدرسہ ختم نبوت، چشتیاں، (ضلع بہاولنگر (زیر تعمیر) ☆ مدرسہ تعلیم القرآن جامع مسجد شبلی غربی حاصل پور (ضلع بہاولنگر)

☆ مدرسۃ العلوم الاسلامیہ، جامع مسجد گڑھا موڑ۔ ضلع وہاڑی فون0693-690013 ☆ مدرسۃ البنات (برائے طالبات) گڑھا موڑ۔

☆ مدرسہ معمورہ، مسجد صدیقیہ، میراں پور تحصیل میلسی ضلع وہاڑی ☆ مدرسہ ختم نبوت تعلیم القرآن چک P-14 خان پور

☆ مدرسہ ختم نبوت، چک نمبر 88/WB گڑھا موڑ۔ ضلع وہاڑی ☆ مدرسہ ختم نبوت چک 76 بھگوان پورہ ضلع وہاڑی

☆ مدرسہ ختم نبوت گرین ٹاؤن نزد چونگی 8 لاہور روڈ بورے والا ضلع وہاڑی (زیر تعمیر) ☆ مدرسہ احرار اسلام، بستی بھٹہ موضع نوز بہ تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی

☆ مدرسہ معمورہ تعلیم القرآن۔ چک نمبر 158 الف 10.R جہانیاں ضلع خانیوال (زیر تعمیر) ☆ مدرسہ احرار اسلام مصطفی آباد، کرم پور۔ ضلع وہاڑی ☆ مدرسہ معمورہ، الیاس کالونی، صادق آباد۔ ضلع رحیم یار خان ☆ مدرسہ احرار اسلام بستی میرک ضلع رحیم یار خان (زیر تعمیر) ☆ مدرسہ عربیہ محمودیہ القرآن، چاہ کیکر والا موضع محبت پور ☆ مدرسہ دار السلام، چاہ چڑھوئے والا، کلر والی، ضلع مظفر گڑھ ☆ مدرسہ معمورہ، معاویہ بستی مہر پور۔ ضلع مظفر گڑھ

ترسیل زر کیلئے

بذریعہ منی آرڈر: ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

☆ مدیر وفاق المدارس الاحرار ☆ امیر مجلس احرار اسلام پاکستان۔ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بینک: ڈرافٹ چیک بنام مدرسہ معمورہ ملتان، حبیب بینک حسین آگاہی ملتان

نقیب ختم نبوت ملتان

کے دو عہد ساز نمبر

امیر شریعت نمبر

بیاد

امیر شریعت، خطیب الامت

بطل حریت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ

جانشین امیر شریعت نمبر

بیاد

جانشین امیر شریعت، قائد احرار

سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمہ اللہ

✪ اردو زبان کے

✪ سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار

✪ ایک تاریخ، ایک دستاویز، ایک داستان

✪ خاندانی حالات، سیرت کے مجلہ اوراق،

✪ خطابتی معرکے، سیاسی تذکرے ✪ بزم سے لے کر رزم اور منبر و محراب سے لے کر دار و رسن تک ✪ نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں، سیاسی مجادلوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آواز ہدایت، جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

✪ خوبصورت سہ رنگا سرورق، مجلد، اعلیٰ طباعت صفحات: 576، قیمت 300 روپے
مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت۔ صرف 200 روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر طلب فرمائیں۔

✪ ایک قادر الکلام خطیب اور متبحر عالم دین کے سوانح و افکار ✪ ایک مفکر اور قائد کے عزم و ہمت اور جرأت و شجاعت کا تذکرہ ✪ ایک شاعر و ادیب اور محقق کی علمی، ادبی، صحافتی اور دینی و تحریکی خدمات ✪ تاریخ احرار کا ایک روشن باب ✪ فکر احرار کا امین و وارث،

✪ عظمت صحابہ کا نقیب و محافظ۔

ایک مفکر، مبلغ خطیب اور ادیب کی داستانِ حیات۔

صفحات 300

قیمت .... 50 روپے

پیشگی منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ ڈاک سے حاصل کریں

ماہنامہ نقیب ختم نبوت، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان۔ فون ۰۶۱-۵۱۱۹۶۱

توحید و ختم نبوت کے علمبردار و ایک ہو جاؤ (قائد احرار سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ)

تئیسویں سالانہ دو روزہ

شہداء ختم نبوت کانفرنس

22، 23 مارچ 2001ء جمعرات، جمعۃ المبارک جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع جھنگ

زیر سرپرستی

شیخ المشائخ حضرت مولانا **خواجہ خان محمد** صاحب مدظلہ

زیر صدارت

امیر احرار ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید **عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم

★

زعیم احرار محترم چودھری **ثناء اللہ بھٹہ** صاحب

مدعووین

- ☆ حضرت مولانا **محمد اعظم طارق** صاحب (صدر سپاہ صحابہ پاکستان جھنگ)
- ☆ حضرت مولانا **علاؤ الدین** صاحب (ڈیرہ اسماعیل خان)
- ☆ حضرت مولانا **زاہد الراشدی** (سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل گوجرانوالہ)
- ☆ حضرت مولانا **عبد الکریم ندیم** صاحب (مجلس علماء اہل سنت خان پور)
- ☆ حضرت مولانا **محمد اسحٰق سلیمی** صاحب (ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان)
- ☆ جناب پروفیسر **خالد شبیر** صاحب (مرکزی نائب صدر مجلس احرار اسلام)
- ☆ جناب **عبد اللطیف خالد چیمہ** صاحب (سیکرٹری نشر و اشاعت مجلس احرار اسلام)
- ☆ جناب **سید محمد کفیل بخاری** (مرکزی نائب ناظم مجلس احرار اسلام)
- ☆ جناب **ملک رب نواز** ایڈووکیٹ ☆ مولانا **محمد مغیرہ** مبلغ مجلس احرار اسلام
- ☆ جناب چودھری **محمد ظفر اقبال** ایڈووکیٹ (مجلس احرار لاہور)

پروگرام

22 مارچ بروز جمعرات بعد از ظہر تا عصر احرار ورکرز کنونشن بعد نماز مغرب مجلس ذکر بعد نماز عشاء اجتماع عام

23 مارچ بروز جمعہ بعد نماز فجر درس قرآن 11 بجے تا نماز عصر اجتماع عام

زیر اہتمام:- تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

برائے رابطہ فون چناب نگر 04524-211523 ملتان 061-511961 لاہور 042-5865465 چیچہ وطنی 0445-611659 چنیوٹ 0466-333155